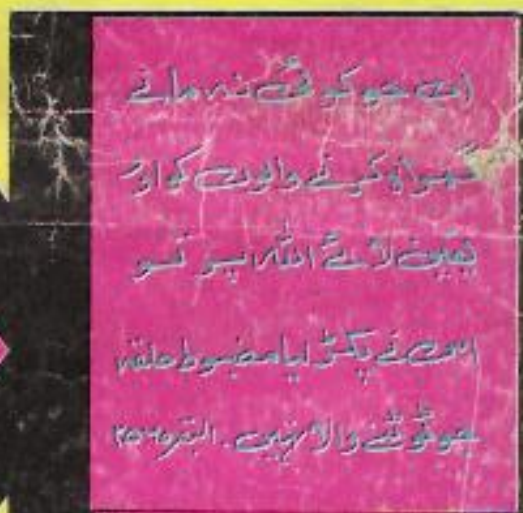


6



شیطان کے ساتھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ تُقَيِّضْ لَهُ
شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهُ قَرِیْنٌ ۝۳۰ وَلَا تَنۡهَوۡنَّ اَنۡ يَّصۡدُقُوۡهُمۡ عَنِ السَّبۡیِلِ
وَيَحۡسِبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ۝۳۱ حَتّٰی اِذَا جَآءَنَا قَالِ
لَکُمۡ بَیۡنٰی وَبَیۡنَکَ بَعۡدَ الْمَشْرِقَیۡنِ فَبِئۡسَ الْقَرِیۡنُ ۝۳۲
وَلَٰکِنۡ يَّنۡفَعُکُمُ الۡیَومَ اِذۡ ظَلَمۡتُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ فِی الْعَذَابِ مُشۡتَرِکُوۡنَ ۝۳۳

جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اُس کا رفیق بن جاتا ہے۔ یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہِ راست پر آنے سے روکتے ہیں، اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔ آخر کار جب یہ شخص ہمارے ہاں پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا، ”کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا بُعد ہوتا، تو تو بدترین ساتھی نکلا۔“ اُس وقت ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ جب تم ظلم کر چکے تو آج یہ بات تمہارے لیے کچھ بھی نافع نہیں ہے کہ تم اور تمہارے شیاطین عذاب میں مشترک ہیں۔

حبل اللہ



مدیر مسئول — ابو عبد اللہ



نائب مدیر — طارق نسیم



مجلہ نمبر ۶

یہ پروجیکٹ بلا قیمت تقسیم کیا جاتا ہے



مقام اشاعت د دفتر رابطہ

۲۵- سی۔ گلشن رفیع

ملیر کراچی۔ ۴۳

صرف ان کے
لئے جو ہماری
دعوت سے
متفق ہیں۔



تجوید کے کو مترک رکھنے اور حبل اللہ
کی اشاعت ممکن بنانے کے لئے ہر ماہ
کچھ نہ کچھ مالی تعاون ضرور فرمائیے



رُشد و ہدایت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "إِيمَانُ

بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ"، قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ:

"جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"، قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟

قَالَ: "حَجٌّ مَبْرُورٌ" أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص محافظ اور نگران ہے اور اُس سے اُن لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی جو اُس کی نگرانی میں دیے گئے ہوں پس امیر جو لوگوں کا نگران ہے، اُس سے اُس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ اور مرد اپنے گھر والوں (بیوی بچوں) کا نگران ہے، اُس سے اُس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ اور بیوی اپنے شوہر کے گھر اور شوہر کی اولاد کی نگرانی ہے اور اُس سے اُن کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوسعید انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت (صفیں سیدھی کرنے کے لیے) ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: برابر ہو جاؤ (صفت بندی میں) انتشار و اختلاف نہ پیدا کرو، ورنہ تمہارے دلوں میں بھی پھوٹ پڑ جائے گی۔ تم میں سے جو عقل و فہم والے ہیں وہ مجھ سے قریب رہیں، پھر جو اُن سے قریب ہیں، پھر جو اُن سے قریب ہیں۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک ہی مسئلہ

آج کا دور بلاشبہ مسائل کا دور ہے۔ جسے دیکھئے وہ کسی نہ کسی مسئلے میں الجھا ہوا ہے بہت سے سر پھرے ایسے بھوسے نظر آتے ہیں جن کے نزدیک جمہوریت کا قیام ہی ان کی زندگی اور موت کا مسئلہ بنا ہوا ہے کچھ اکثریت ایسے لوگوں کی بھی ہے جو جدید ٹیکنالوجی کے حصول ہی کو اپنی فلاح و کامرانی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو معاشی مسئلے کے حل میں ہی سارے مسائل کا حل سمجھتے ہیں۔ یہ تو دنیا دار طبقہ کا حال ہے اور جو لوگ مذہب کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں ان کا حال بھی کچھ مختلف نہیں۔ وہ بھی سوا دعا سبیل سے بچنے ہوئے، اور اور نامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ کہیں پر بد چلوں، اور، وظائف، کاندور ہے تو کچھیں لاؤ حتیٰ کی محفلیں گرم، کوئی خود ساختہ، ذکر و اذکار، میں مشغول ہے تو کوئی صرف فغانی، ہی کی کارٹ دکائے ہوئے ہے۔ انوسس۔ ایک ام مسائل۔ توجید کے مسئلے کو، کوئی نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ ہم اکابر پرست لوگ۔ بزرگوں کی اس نصیحت کو پتے باندھ چکے ہیں۔ اپنے عقیدے کو چھوڑ نہیں۔ اور دوسروں کے عقیدے کو چھوڑ نہیں۔ کہ اس سے فساد پھیلے گا اندیشہ ہے۔ حالانکہ اسی۔ "فساد" کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے لاتعداد پیغام برسجیہ۔ خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو سال تک مسلسل اپنی قوم کو صرف اسی ایک بات کی طرف بلاتے رہے حالانکہ جس معاشرے میں آپ کو مبعوث کیا گیا تھا اس میں موجودہ دور کے تقریباً سارے ہی مسائل موجود تھے، سپر یا دونر (قیصر و کسریٰ) کا خطرہ ملک پر منڈلا رہا تھا، سیاسی بے چینی تھی۔ معاشی بد حالی کا مسئلہ عام تھا۔ فحاشی اور عریانی کا عالم یہ تھا کہ قریش نے دیگر قبائل کو پابند کر رکھا تھا کہ ان کے سردارن خانہ کعبہ کا برہنہ طواف کریں لیکن۔ ان سب باتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سارے مسائل سے صرف نظر کر کے صرف اسی ایک مسئلہ کو اٹھایا اور نبی انتہائی ذلت و پستیوں میں گری ہوئی قوم کے سامنے صرف یہی ایک بات رکھی کہ خولوا لا الہ الا اللہ۔ (یعنی کہو اللہ کے علاوہ کوئی نہ نہیں، تو فلاح پاؤ گے) اور وہ قرآن کی زبان جاننے والی قوم صرف اتنی سی بات سن کر سمجھ اٹھی وہ جان گئی تھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہم سے مطالبہ کیا

ہمارا الہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے ایک دنیا دار طبقہ، اور دوسرا دیندار، دنیا دار طبقہ میں سرمایہ دار، چور و کوشی اور ٹیکنوکریٹیں قبیل کے لوگ شامل ہیں جبکہ دینی معاملات کو ہم نے پیشہ درمویوں اور پیروں کے حوالے کر رکھا ہے۔

ہے؟ ان کی اس بات کا مطلب یہ ہے کہ ہم تنہا انہوں سے منہ موڑ کر ایک الٰہ واحد کی بندگی کریں۔ بس اُسی کے نام کی نذر و نیاز دیں فقط
 اُسی کو اپنا حاجت روا، مشکل کشا، داتا، دستگیر، غوث، اور فریاد رس سمجھیں۔ یہ تو ہم سے کبھی نہ ہو گا آخر ہم اپنے باپ دادا کے
 دین کو کیسے چھوڑ دیں۔ اور پھر آ بارہ ابدال کے دین کے پیار یوں نے۔۔۔۔۔ الٰہ واحد کی بندگی کا انکار کرنے والوں نے، وہ
 طریمان اٹھایا کہ الامان والحفیظ، اپنے پیارے، انکھوں کے تارے کو وہ وہ تکالیف اور وہ دھاتیتیں دیں کہ آخر کار ان نا سمجھوں کے اس مرنے
 اس شفق اور اس خیر خواہ کو اپنی جائے پیدائش چھوڑنی پڑی وطن سے غریب الوطن ہونا پڑا۔

لیکن جب اسی پشتوں میں گری ہوئی قوم نے زبان سے اس کلمہ کا اقرار کر لیا اور عمل سے اس کی شہادت دیدی تو اس سے زیادہ عروج
 پانے والی جہاں کشا طاقت ختم نکلنے نہیں دیکھی، پھر زمین کی طنائیں کھنچ گئیں، مشرق و مغرب، شمال و جنوب جس طرف بھی انہوں
 نے اپنا رخ کیا، سلطنتوں کی سلطنتیں ان کے پرچم کے زیر نگیں آتی چلی گئیں، جہود و عیسویان و سکون کا پرچم لہرا رہا تھا۔ الٰہ واحد
 کے کلمہ والا پرچم۔۔۔۔۔ پھر مال و دولت کا حال یہ ہوا کہ صدقہ و خیرات دینے والے پکارتے پھرتے تھے کہ کسی کو خیرات کی ضرورت ہے کوئی
 صدقہ لینے والا ہے۔ مگر کوئی لینے والا نہیں ملتا تھا۔ یہ سب کچھ اُسی کلمہ کی بدولت تھا۔ قولوا لا الہ الا اللہ۔۔۔۔۔ تفاسحوا۔
 تو اے میری در ماندہ، خراب و خستہ قوم! آج تجھ سے بھی یہی ایک درخواست ہے کہ تو بھی ایک الٰہ واحد کو اپنا رب مان لے اور یا ما من
 و عن اللہ نہ تبا۔ تیرا مال صرف اور صرف اسی ایک مالک کے کلمہ کی سر بلندی کے لئے صرف ہو تو اگر نذر و نیاز کرنا چاہے تو صرف اُسی کے نام
 کی کو، کچھ مانگنے کی حاجت ہو تو اسی کو اپنا داتا سمجھ کر مانگ تجھ پر کوئی مشکل آ برے تو اسی ایک کو اپنا مشکل کشا سمجھ کر آواز دے اور اگر
 تجھ کسی مدد کی ضرورت پیش آئے تو صرف اور صرف اسی ایک مالک کو اپنا غوث، دستگیر، اور فریاد رس سمجھ کر پکار۔
 پھر اپنے مالک کی غنائوں کا نظارہ کر، پھر دیکھ کہ یہ زمین جو تیرے لئے انگارہ بنی ہوئی ہے کیسے سرور پر دگر ترے لئے اپنے دینے لگاتی ہے اور
 یہی آسمان جو تجھ پر آگ برسا رہا ہے کیسے اپنی رحمت کی خاک۔ شبنم پر ساگر برکتوں کے خزانے نچھادر کر رہا ہے۔

اے میرے قوم! بس یہی ایک التجا ہے کہ۔۔۔۔۔

قولوا لا الہ الا اللہ، اور۔۔۔۔۔ تفاسحوا!

ابو عبد اللہ
 شیخ الحدیث الشافعی رحمہ اللہ

مسند احمد اور صحیح بخاری

امام احمد بن حنبلؒ کو امام بخاریؒ کا استاد کہا جاتا ہے، لیکن اگر ان کے کہے گئے احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو دونوں میں جیسے جیسے تباہی پائی جاتی ہے، زیر نظر محقق اس سلسلے کے ایک بڑے بڑے (ادارے)

اس سے پہلے ایمان اور عقیدہ کے سلسلے میں بخاری اور مسند احمد کی روایتوں کا مقابلہ کر کے توحید خالص (مسطح دوم) نامی کتابچے میں یہ دکھایا گیا تھا کہ بخاری نے دنیوی قبر میں مرنے کی زندگی اور اس کے سماع کا حدیثوں کے ذریعے انکار کیا ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے وفات شدہ لوگوں پر عرضی اعمال کے عقیدے کو باطل ٹھہرایا ہے مگر مسند احمد میں امام احمد بن حنبل نے روایتوں کے ذریعہ ان باتوں کو ثابت کیا ہے۔ اب تاریخ اسلام کے سلسلے میں بھی دونوں کی روایتیں سامنے ہیں۔

خلافت رسول اللہ کا مسئلہ | بخاری نے ثابت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں آپ کی خلافت کے لیے ابوبکر صدیق سب سے زیادہ مستحق تھے اسی لیے آپ نے مختلف مواقعوں پر اس کی طرف اشارہ

فرمایا۔

فَقَالَ الْمُهَاجِرُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَأَتِيَهُ فَأَجْعَلَهُ إِمَامًا يَقُولُ لِقَائِلُونَ أَوْ يَمُوتُ الْمُتَّقُونَ ثُمَّ قُلْتُ يَا أَبَتِي اللَّهُ وَبِذَلِكَ قَامَ الْمُؤْمِنُونَ أَوَّلَ فَمَنْ اللَّهُ وَبِأَبِي الْمُؤْمِنُونَ (مکمل حدیث بخاری صفحہ ۱۲)

..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا کر ان کے (ابوبکر کے) حق میں وصیت کر دوں کہ کہیں کچھ مدعی اور آرزو مند پیدا نہ ہو جائیں لیکن پھر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین ابوبکر کے علاوہ کسی اور کو پسند نہ کریں گے۔ (ترجمہ حدیث بخاری صفحہ ۱۲ جلد ۲)

اسی طرح امام بخاری ایک خاتون کی حدیث لائے۔

ابن حنبل

الْمُجْتَبَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ مُطْعَمِ بْنِ أَبِي قَالٍ
لَتَأْتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْرُهَا أَنْ تَرْجِمَ الْبَيْتَ الَّذِي أَرَادَتْ أَنْ تَجْعَلَ وَلَوْ أَجَدَ كَأَنَّهَا تَقُولُ

وصیت (امامت) رسول اللہ کا مسئلہ بخاری اس وصیت کی بات کو شدت کے ساتھ رد کرنے کے لیے عائشہؓ کی حدیث لائے ہیں۔

حل ثنا عن ابن عمر عن ابن عباس عن ابراہیم عن ابي اسحق قال
 ذكروا عند عائشة ان عليا كان وصيها فقالوا لابي اسحق ورضي الله عنه وقد كنت مسيئا الى صدر بن ابي اوفى
 رجولي فابا الطست فلما اخذت في شجوي فما شعرت ان قل مات فمضى اوصي اليه (عكس حدیث بخاری ص ۳۲۲ جلد ۱)

..... الا وہ کہتے ہیں کہ عائشہؓ کے پاس لوگوں نے ذکر کیا کہ کیا علیؑ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وصی ہونے کی وصیت کی تھی؟
 عائشہؓ نے فرمایا کہ آخر کس وقت ان کے متعلق یہ وصیت کی؟ میں تو رسول اللہ کو اپنے سینے سے یا اپنی گود سے نکیہ لگائے ہوئے تھی کہ آپؐ نے
 پانی کا امتلت مانگا اور میری گود میں جھک پڑے مجھے تو معلوم بھی نہ ہوا کہ آپؐ کی وفات ہو گئی تو بتاؤ کہ آپؐ نے انہیں کب وصیت کی؟

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۳۲۲ جلد ۱)

بخاری ابو بکرؓ کی خلافت کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف اشارے کے سلسلے میں آپؐ کے مرض الموت کی حدیث لائے ہیں۔

باب قول النبي صلى الله عليه وسلم في الايام التي مضت قال
 ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ثنا عبد الله بن محمد ثنا ابو عامر ثنا علي بن سفيان ثنا ابو النضر عن ابن
 ابن سعيد عن ابوسعيد الخدري قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس قال ان الله خير عبد بين الدنيا
 وبين ما عندنا فاختار ذلك العبد ما عند الله قال فبكى ابو بكر فمحمدا البكا ثم ان محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عن عبد خیر فکان رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الخیر وكان ابو بكر هو أعلمنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 من آمن الناس على في محبتهم وماله ابو بكر ولو كنت مخذلا لخليت ابا بكر في الاخذة ابا بكر خذلا ولو كنت
 الاسلام ومودته لا يتقين في المسجد بانه الاسد الايام التي مضت (عكس حدیث بخاری ص ۳۲۲ جلد ۱)

ترجمہ:-

باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ ابو بکرؓ کے دروازے کے سوا مسجد میں کھلنے والے سارے دروازے بند کر دیئے جائیں ابوسعید
 خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی اور کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو انتخاب کرنے کا موقع دیا
 کہ وہ دنیا کو پسند کر لے یا اس چیز کو جو اللہ کے پاس ہے پس اس بندے نے اس چیز کو پسند کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔
 یہ سن کر ابو بکرؓ رو پڑے ہم لوگوں کو ان کے رونے پر تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا واقعہ بیان کر رہے ہیں جس کو ان
 دو چیزوں میں سے انتخاب کرنے کا موقع دیا گیا ہے آخر اس میں رونے کی کیا بات ہے (لیکن جب نبیؐ کی وفات ہو گئی) تب ہم سمجھے کہ وہ بندے
 خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور ابو بکرؓ ہم سب میں سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ اپنی صحبت اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکرؓ ہیں، اگر میں کسی
 کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ خلیل بنانا تو بے شک ابو بکرؓ کو بنانا، لیکن اسلام کی اخوت اور مودت کافی ہے۔

مسجد کے اندر کھلنے والے سارے دروازے ابو بکرؓ کے دروازے کے علاوہ بند کر دیئے جائیں۔ (ترجمہ حدیث بخاری ص ۵۱۴ جلد ۱)
 اس حدیث کے مقابلہ میں مندا احمد کی روایت یہ ہے۔

نے فرمایا کہ ہاں۔

اب ابو بکرؓ نے کہا کہ میں کمر ماں باپ آپ پر قربان آپ دو اونٹوں میں سے ایک لے لیجئے۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مگر قیمت دے کر عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہم نے ان دونوں حضرات کے لیے جلدی میں جو تیار ہو سکا تیار کر دیا اور ہم نے ان کے لیے ایک چمڑے کی تھیلی میں کھانا رکھ دیا اور میری بہن ام ابیہؓ نے اپنے ازار بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر تھیلی کے منہ کو بند کر دیا اسی لیے ان کا ذات النطاق (ازار بند والی) لقب ہو گیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ جبل ثور کے غار میں پہنچ گئے اور اس غار میں تین دن چھپے رہے (ترجمہ حدیث بخاری ص ۵۵۳ جلد ۱)

بخاری کی حدیث بیان کرتی ہے کہ ہجرت مدینہ کے وقت شروع سے ابو بکر صدیقؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مگر منہ احمد کی روایت کہتی ہے کہ ابو بکرؓ کو ہجرت کی بالکل خبر نہ تھی اور ان کو اس وقت معلوم ہوا جب علیؓ نے ان کو بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر گئے اور مجھے اپنے بستر پر کھائے ہیں (کہ مشرکین اور کافروں کا جائز)

روایت یہ ہے۔

--- قال وشرى علي نفسه ايس ثوب النبي صلى الله عليه وسلم ثم نام مكانه قال وكان المشركون يرمون رسول الله صلى الله عليه وسلم بفساد ابو بكر وعلي نام قالوا ابو بكر وعلي الله قال فقال يا نبي الله قال فقال له علي ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قد اطلق نحو بئر معون فادركه قال فانطلق ابو بكر فدخل معه الغار قال وجعل علي يرمي بالحجارة كما كان يرمي نبي الله وهو ۳ يتصور قد افسد اسمه في الثوب لا يضر جمعني اصبح ثم كشف عن رأيه فقالوا انك انهم كان صاحبك نراهم فلا يتصور روايت تتصور وقد اسندت كذا ذاك

(مکمل روایت مسند احمد ص ۳۳۱ جلد ۱)

ترجمہ۔

(۳۰۰) عبد اللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ اُٹھ ہے ان پر جو ایسے شخص (علیؓ) کی برائی کر رہے ہیں جس کی دس مشہور فضیلتیں ہیں ان میں سے ایک یہ کہ انہوں نے دھڑی اُٹھنے اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان بیچ دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس پہن کر ان کی جگہ (ہجرت مدینہ کے موقع پر) ان کے بستر پر سو گئے مشرک رات کو رسول اللہ علیہ وسلم پر پتھر اڑا دیتے تھے۔ اس رات ابو بکرؓ آئے اور علیؓ سو رہے تھے ابو بکرؓ سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! علیؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو بئر معون کی طرف چلے گئے ہیں ان سے جا کر مل جائیے۔ پس ابو بکرؓ روانہ ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔ اب علیؓ کو پتھر مارے جاتے لگے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مارے جاتے تھے علیؓ تڑپ اٹھے اور بل کھاتے تھے انہوں نے اپنے جسم کو کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا چہرہ باہر اس وقت تک نہ نکالا جب تک صبح نہ ہو گئی۔ پھر چہرے سے کپڑا ہٹایا مشرکوں نے کہا کہ یہ بخت تم ہو۔ تمہارے صاحب پر ہم پتھر اڑا دیتے تھے اور وہ بل تک نہیں کھاتے تھے اور تم کانپ کانپ رہے تھے۔ ہم نے اہل کو سخت تپاؤ کا کیا۔

(ترجمہ روایت مسند احمد ص ۳۳۱ جلد ۱)

اس طرح مسند احمد نے بتلایا کہ ہجرت کے معاملے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر راز میں رکھا تھا کہ علیؓ کے سوا کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی اور ابو بکرؓ کو اس وقت پہلا جب انہوں نے علیؓ کو بستر بیوی پر سوتے ہوئے پا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھا اور اسے نبی اللہ کہہ کر خطاب کیا اس وقت علیؓ نے بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بئر معون کی طرف چلے گئے ہیں تب ابو بکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر غار ثور میں داخل ہوئے۔ بخاری نے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دو روزیں ابو بکرؓ کی خلافت کے واضح اشارے فرما دیئے تھے اور اللہ عزوجل میں جگہ تبوک سے

۱۰۰ میں حج کی امارت کا مسئلہ

اور کہا کہ آپ کی طرف سے دوسرا کوئی شخص ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ آپ خود جائیں یا اس کو بھیجیں جو آپ میں سے ہو۔

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۱۵۱ جلد ۱)

یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ ابوبکرؓ "رجل متک" (وہ شخص جو آپ میں سے ہو) میں نہیں تھے۔ علیؓ ہی ایسے شخص تھے۔

مسند نے دوسری روایت ابوبکرؓ صدیق کی زبانی لاکر یہی بات ثابت کر دی کہ ابوبکرؓ کو نبیؐ نے مقرر کر کے فرمایا کہ مجھے یہ حکم ملا ہے ان آیتوں کی تبلیغ میں خود کروں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو (رجل متک)۔

حدثنا عبد الله قال حدثني أبي قال ثنا وكيع قال قال اسراييل قال انا موصى عن زيد بن يسع عن أبي بكر ان النبي صلى الله عليه وسلم بعثه ببراءة لاهل مكة لايجمع بعد العام مشرك ولا يعلوف بالبيت عريان ولا يدخل الجنة الانفس مسلمة من كان بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم مدة فاجله الى مدته واقه برى من المشركين ورسوله قال فسار بها اثلاثا ثم قال لعلي رضي الله تعالى عنه الحقه فرد علي ابا بكر وبلغها انت قال ففعل قال فلما قدم علي النبي صلى الله عليه وسلم ابوبكر بنى قال يا رسول الله حدثني في نبي قال ما حدث فيك الا خبر ولكن امرت ان لا يبلغه الا انا ورجل مني (عكس روایت احمد بن حنبل ص ۱۵۱ جلد ۱)

ترجمہ:-

..... ابوبکرؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں برأت کا یہ اعلان کرنے کے لیے مکے والوں کے پاس بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ توجہ کرے کیلئے آئے اور نہ برہنہ (حالت میں) خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ جنت میں مسلم شخص کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ وہ شخص جس کے درمیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی مدت کا معاہدہ ہے تو وہ معاہدہ اس مدت تک باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مشرکین سے بری ہے اور اس کا رسول بھی۔

پھر ابوبکرؓ نے کہا وہ تین دن چلتے رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ جاؤ جا کر ابوبکرؓ سے مل جاؤ اور ابوبکرؓ کو میرے پاس بھیج دو۔ اور تم خود اس اعلان کو مکے والوں تک پہنچاؤ۔

پس علیؓ نے ایسا ہی کیا اور جب وہ (ابوبکرؓ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے تو روئے اور کہا کہ اے رسول اللہ! کیا میرے بارے میں کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، تمہارے بارے میں خیر کے علاوہ کچھ بھی واقع نہیں ہوا۔ لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ان کو کوئی اور نہ پہنچائے بلکہ تمہیں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ (ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۱۵۱ جلد ۱)

عثمان رضی اللہ عنہ اور قرآن میں تحریف کا مسئلہ

قرآن جو جبریل علیہ السلام نے کرائے تھے اور جسے علیؓ نے مرتب کر کے اپنے بعد کے آنے والے آئمہ کے سپرد کر دیا تھا اور جواب صرف بارہویں امام "المہدیؑ" کے پاس ایک فارسیں موجود ہے (۱۴۰۰) سترہ ہزار آیتیں تھیں اس اصلی قرآن میں مسئلہ امامت کا ہر جگہ بیان تھا اسی میں سورۃ علی سورۃ فاطر جن حسین نامی سورتیں بھی تھیں لیکن لوگوں نے کاتب چنات کر کے ان کو نکال کر موجودہ قرآن مرتب کر دیا۔

اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ بات کیسے ممکن ہے! جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لے لیا ہے۔
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

ترجمہ:- ہم نے ہی قرآن (الذکر) کو نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (الحجرات ۹)

امت کی اکثریت کا اجماع ہے کہ قرآن کی آیتوں اور سورتوں کی ترتیب بھی تو فیقی (اللہ کی طرف سے) ہے۔

بخاری روایت کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد عمرؓ کے مشورے سے ابوبکر صدیقؓ نے زید بن ثابتؓ انصاریؓ کو حکم دیا کہ وہ قرآن کی آیتوں کو جمع کر کے ایک مصحف (کتابی شکل میں) مرتب کریں۔ انہوں نے اس پر عمل کیا اور یہ مصحف ابوبکرؓ کے پاس محفوظ رہا۔ اس کے بعد عمرؓ کے پاس اور پھر ام المومنین حفصہؓ کے پاس۔ پھر اسی مصحف کو حفصہؓ سے لے کر عثمانؓ نے اس کی نقول سلسلے صوبوں کو بھیج کر حکم دے دیا کہ اب اسی نسخے کے مطابق قرأت کی جائے، اور دوسرے تمام مصحف جلا دیئے جائیں۔

فَكَانَتْ الْقُصْفُ عِنْدَ ابْنِ بَكْرِ حَتَّى تَوَقَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَقَّاهُ
حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ حَتَّى تَوَقَّاهُ مَوْسَى، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ مَسْرُوقٍ
حَدَّثَنَا أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ وَكَانَ يَخَافُ أَهْلَ الشَّامِ فِي قَعْوِ أَرْبَعِينَ
أَذْرَ بَنِي إِسْرَافِيلَ لِمَعْرِفَةِ مَا قَرَأَ حُذَيْفَةَ اسْتَبْلَاهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُمَرَ يَا أبا بَكْرٍ
أَدْرَكَ هَذِهِ الْأَمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتَلَفَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَأَرْسَلَ عُمَرُ
إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالْقُصْفِ لَنَنْتَهِبَ فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ رَدُّهَا إِلَيْكَ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةَ
إِلَى عُمَرَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ
بِأَمْرِ هَاشِمٍ أَنْ يَنْتَهِبُوا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُمَرُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَبَنِي
إِسْرَافِيلَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاصْنَعُوا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا انْتَهَوْا
الْقُصْفُ فِي الْمَصَاحِفِ رَدُّوا عُمَرَ الْقُصْفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أَقْبَى بِمُصْحَفٍ فَمَا نَسَخُوا وَأَمَرَ
بِمِثْلِهِ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صُحُفَةٍ وَأَوْصَفِي أَنْ يَخْرُقَ

(مکمل حدیث بخاری جلد ۲، ص ۲۷)

ترجمہ :- ”یہ نسخہ ابوبکرؓ کے پاس ان کی وفات تک رہا، پھر عمرؓ کے پاس اور پھر حفصہؓ بنت عمرؓ کے پاس۔ عذیر بن ایمان ارمینیہ اور آذر بایجان کی جنگوں میں شریک تھے۔ وہ عثمانؓ کے پاس واپس آئے انہوں نے ان جنگوں میں دیکھا کہ مجاہدین قرأت قرآن کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں انہوں نے عثمانؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین! اس امت کی خبر لیجئے اس سے پہلے کہ لوگ کتاب قرآن میں اس طرح اختلاف کریں جیسے یہود و نصاریٰ نے کیا تھا۔ عثمانؓ نے ام المومنین حفصہؓ سے کہلوا کہ قرآن کا وہ سرکاری نسخہ جو ان کے پاس (عمرؓ کے بعد) محفوظ ہے بھیج دیں اس کی نقلیں کر کے بعد وہ ان کو واپس کر دیا جائے گا۔ حفصہؓ نے وہ نسخہ بھیج دیا۔ عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن الزبیرؓ، اسعید بن العاصؓ اور عبدالرحمن بن الحارثؓ ابن ہشامؓ کو نقلیں کرنے کا حکم دیا۔ ان چار حضرات میں سے صرف زیدؓ انصاریؓ تھے باقی تینوں حضرات قریشی تھے عثمانؓ نے ان تینوں کو یہ ہدایت کی کہ جب زیدؓ بن ثابتؓ سے تمہارا اختلاف ہو، تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن مجید قریش کی زبان میں اترا ہے۔ غرض ان حضرات نے (اس سرکاری) قرآن کی نقلیں کیں۔ اور ان نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ ہر صوبے کو بھیج دیا گیا۔ عثمانؓ نے حکم دیا کہ (قرآن کو اس نسخے کے مطابق پڑھا جائے اور) باقی نسخے جلا دیئے جائیں۔“ (ترجمہ حدیث بخاری جلد ۲، ص ۲۷)

پھر بخاری حدیث لائے کہ عثمانؓ نے قرآن کو جس شکل میں پایا تھا اس میں ذرہ برابر بھی رد و بدل نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَسَدٍ وَزَيْدُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ

ابْنِ أَبِي مَرْيَمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ لِعُمَرَ هَذِهِ الْأُمَّةُ فِي الْمَقَرَّةِ الَّذِينَ يَتَوَقَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَكُونُونَ قَرَابَةً إِلَى قَوْلِهِ

فَلَا تَخْلُجُوا مِنْ خَلْفِهِمْ إِلَّا خَلْفَهُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَسَدٍ وَزَيْدُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ

ترجمہ :-

”... عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ جب قرآن کی نقلیں تیار کی جا رہی تھیں تو میں نے عثمانؓ سے پوچھا کہ سورۃ البقرہ کی یہ آیت وَالَّذِينَ يَتَوَقَّوْنَ

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ يَرْجِعُهُمُ اللَّهُ إِلَىٰ أُولَٰئِكَ لَا إِلَافَ إِلَّا لَآ إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ (جو اس سے پہلے سورۃ البقرہ میں آچکی ہے)
 وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَيَظُنُّونَ أَنَّ أُولَٰئِكَ يَرْجِعُهُمُ اللَّهُ إِلَىٰ أُولَٰئِكَ لَا إِلَافَ إِلَّا لَآ إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ (جو اس سے پہلے سورۃ البقرہ میں آچکی ہے)
 عثمانؓ نے جواب دیا کہ اسے سمجھتے ہیں قرآن کی کسی چیز کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹاؤں گا۔

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۶۵ جلد ۲)

اب مسند احمد بن حنبل کی روایت دیکھیے۔

• (مسند عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) • حدیثنا عبد اللہ بن مسعود بنی ثنی بن سعید ثنا سعید ثنا عوف ثنا یزید بن عوف الفارسی قال قال ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعثمان بن عفان ما جعلکم علی ان عذبتکم الی الانفال وہی من المثانی والی راءہ وہی من المثانی فقرتم بینہما ولم تکتبوا قال ابن جعفر بینہما ما سار ا بسم اللہ الرحمن الرحیم ووضعہما فی السبع الطوال ما جعلکم علی ذلک قال عثمان رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمانی علیہ الزمان یترک علیہ من السور ذوات العدد وکان اذا اُنزل علیہ الشیء یدعو بعض من یکتب عنہ یقول معاہذ فی السورۃ الی یذکر فیہا کذا وکذا وینزل علیہ الا آیات فیقول معاہذ فی السورۃ الی یذکر فیہا کذا وکذا وکان الانفال من اوائل ما اُنزل بالمدينة وبراءۃ من آخر القرآن فکان قصصہا شیخا یضعہا فقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبین لنا انہما منہما وطلعت انہما فاقیم قرنت بینہما ما سار ا بسم اللہ الرحمن الرحیم قال ابن جعفر ووضعہما فی السبع الطوال

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص ۶۵ جلد ۲)

دیکھیں مسند احمد بن حنبل کی پہلی روایت ہے

ترجمہ:-

... یزید (فارسی) کہتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا کہ میں نے عثمانؓ سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ آپؓ نے انفال کو جو ثانی قرآن کی بار بار پڑھی جانے والی چھوٹی سورتوں میں سے ہے اور برأت کو جو ثانی (بڑی سورتوں) میں سے ہے ملا دیا اور ان کے درمیان ایک سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی نہیں لکھی اور اس کو سب سے طویل سات لمبی سورتوں میں رکھ دیا کس چیز نے آپؓ کو اس بات پر آمادہ کیا؟ عثمانؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اوقات کئی کئی سورتیں نازل ہوتی تھیں اور جب آپؓ پر کوئی چیز نازل ہوتی تھی تو آپؓ کا تان وحی میں سے بعض کو ہٹا کر فرمادیتے تھے کہ اس کو اس صورت میں رکھ دو جس میں ان باتوں کا ذکر ہے، اور اس کے بعد جو نازل ہوتا اس کے متعلق بھی یہی فرماتے سورۃ الانفال قیام مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی تھی اور سورۃ برأت قرآن کا آخری حصہ ہے جو نازل ہوا اور دونوں کے قے ملتے جلتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور آپؓ نے ہم لوگوں کو یہ نہیں بتایا کہ یہ سورۃ الانفال (اس سورۃ برأت) میں سے ہے۔ میں نے گمان کیا کہ یہ اسی میں سے ہے اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو ملا دیا اور بیچ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر بھی نہیں لکھی۔ اس روایت کے راوی ابن جعفر نے یہ اضافہ بھی کیا کہ عثمانؓ نے کہا اور میں نے اس کو سب سے طویل میں رکھ دیا۔ (ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۶۵ جلد ۲)

بخاری روایت کریں کہ قرآن کی ترتیب ابو بکرؓ کے زمانے میں ہو گئی تھی اور قرآن کا وہ سرکاری نسخہ ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ اور پھر ام المومنین حفصہؓ کے پاس محفوظ تھا اس کی صرف تیس عثمانؓ کے حکم سے مکتب اسلامی میں بھیج دی گئیں تھیں اور یہ روایت بیان کرتی ہے کہ عثمانؓ کی رائے کا قرآن کی ترتیب میں دخل ہے انہوں نے اس میں تعریف بھی کیا ہے اور یہ بھی کہ قرآن کی ترتیب جو فالس تو قیفی (اللہ کی طرف سے مانی جاتی ہے) صحیح نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ جو فرمایا ہے کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور یہ کہ تم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور تم ہی اس کے محافظ ہیں۔ یہ بھی عملی نظر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآن کی ترتیب کے سلسلے میں پورا حکم دیئے بغیر وفات پا گئے اور قرآن صحیح طور پر مکمل نہ ہو سکا۔ خلفائے راشدین

اتہات المؤمنین شامیہ صحابہ اور صحابیات خود علیؑ اپنے زمانے میں اسی ابو بکرؓ کے حکم سے زید بن ثابتؓ کا مرتب کردہ قرآن کو پڑھتے رہے اور کوئی کتبک پیدا نہ ہوئی۔ دراصل یہ عثمانؓ کے پردہ میں خود قرآن کریم پر وارہے اور کہا جا رہا ہے کہ قرآن کریم میں تعریف ہوا ہے اور ضرور ہوا ہے اور چونکہ عثمانؓ نے صرف ابو بکرؓ کے نسخے کی نقلیں کرائی تھیں اس لیے یہ سلسلہ عثمانؓ سے گزر کر عمرؓ اور ابو بکرؓ تک پہنچا ہے اور اس طرح لوگوں کا یہ الزام کہ نطلان، غلطی اور نلالہ اصل قرآن میں کتب بہت کر کے اپنے مفاد کے خلاف جو خاندان علیؑ اور آئمہ کے بارے میں مواد تھا اس کو قرآن سے نکال دیا ہے۔ اس طرح خلفا ثلاثہ پر قرآن میں تحریف اور تعریف کا الزام ثابت کرتے ہوئے منذر بن حنبل کی روایتوں نے صحابہؓ کی تفصیل کی ترتیب بھی بدل ڈالی۔

بخاری نے ابو موسیٰ الاشعریؓ کی حدیث لا کثر ثابت کیلئے کہ وہ تین حضرات جن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ تھے۔

حل ثنا سلیمان بن مسروق ثنا محمد بن ابی بکر عن عثمان

عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانوا اقرن فی حفظ ابی الحارث فیما آتوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انذون

لہ وکیفۃ بالحدیث فاذا ابوبکر ثوراء اخوستانون فقال انذون لہ وکیفۃ بالحدیث فاذا عثمان ثوراء اخوستانون

فسکت ہینہما ثم قال انذون لہ وکیفۃ بالحدیث علی بن ابی طالب سکتہ فاذ عثمان بن عفان (دیکھیں حدیث بخاری ج ۵ ص ۵۲۲)

ترجمہ :-

..... ابو موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ میں دروازہ کی دربان بن کر دوں پھر ایک صاحب آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو۔ میں دیکھتا ہوں تو وہ ابو بکرؓ تھے۔ پھر ایک دوسرے صاحب آئے۔ انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت مانگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اجازت دے دو۔ اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو دیکھتا کیا ہوں کہ وہ عمرؓ ہیں۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے اجازت طلب کی آپؐ معمولی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو (دنیا میں) ایک بڑی آزمائش کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ (ترجمہ حدیث بخاری ج ۵ ص ۵۲۲)

لیکن سند کی روایت بیان کرتی ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمانؓ کے بجائے علیؑ کے آنے کی بے قراری کے ساتھ دعا کرتے رہے یہاں تک کہ علیؑ آگئے۔

حدیثنا عبد اللہ

حدثنی ابی ثناء زید اناسر بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن جابر بن عبد اللہ قال کلام رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بطلع علیکم رجل او قال یدخل علیکم رجل برید رجل من اهل الجنة فناء ابوبکر

رضی اللہ عنہ ثم قال بطلع علیکم او یدخل علیکم شاب برید رجل من اهل الجنة قال فناء عمر رضی اللہ عنہ ثم

قال بطلع علیکم رجل من اهل الجنة اللهم اجعلہ علیا قال فناء علی رضی اللہ عنہ

(دیکھیں منذر بن حنبل ج ۳ ص ۱۴)

ترجمہ :-

..... جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے پاس اب ایک جنتی شخص آئیں گے۔ پس ابو بکرؓ آگئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اب ایک جوان آئیں گے۔ جو جنتی ہیں۔ پس عمرؓ آگئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا

کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئیں گے اور پھر دعا کی کہ اے اللہ اس آنے والے کو علی بنا دے۔ اے اللہ اس آنے والے کو علی بنا دے! پس علیؑ
(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۳۸ جلد ۲)

بخاری ثابت کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ فضیلت کے لحاظ سے پہلے نمبر پر ابو بکرؓ کو دوسرے نمبر پر عمرؓ کو اور تیسرے نمبر پر عثمانؓ کو رکھتے تھے اور ان کے بعد باقی صحابہؓ کو چھوڑ دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔

حل ثنا محمد بن یزید ثنا شاذان ثنا عبد العزيز بن ابی سلمة اللہ جثون عن عبد اللہ بن عباس عن ابي عبد اللہ
عکالی عن ابی عبد اللہ لا تعدل بانی بکر اکثرا ثم عثمان ثم عمر ثم ابي عبد اللہ (الاصحاح ۱۸۱)
(عکس حدیث بخاری ص ۲۲ و ۲۳ جلد ۱)

ترجمہ :-

... عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابو بکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ پھر عمرؓ کو، پھر عثمانؓ کو، اس کے بعد صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے تھے اور ان میں باہم کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔
(ترجمہ حدیث بخاری ص ۲۲ و ۲۳ جلد ۱)

نبی کی محبت کا معاملہ اور علیؑ کی افضلیت
بخاری کی مذکورہ فضیلت کی ساری حدیثوں اور اس حدیث بخاری کے جواب میں کہ نبیؐ سے عمرو بن العاصؓ کا یہ دریافت کرنا کہ آپؐ کو سب سے زیادہ محبت کس کے ساتھ ہے، اور اس کے بعد کس کے ساتھ، نبیؐ کا یہ ارشاد فرمانا کہ سب سے زیادہ محبت مجھے عائشہؓ سے ہے اور اس کے بعد ان کے والد (ابو بکرؓ) سے، مسند احمد میں غدیر خمؓ کی سولہ (۱۶) روایتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں علیؑ ہی سب سے افضل، محبوب اور ولایت و امامت کے مستحق تھے اور اس کا اظہار آپؐ نے ان سارے صحابہؓ کے مجمع میں غدیر خمؓ پر اعلان کے ساتھ فرمایا جو آپؐ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔

حد ثنا عبد

اللہ حدثنی ابي ثنا صفان ثنا حماد بن سلمة انا علي بن زيد عن عدي بن ثابت عن البراء بن عازب قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فزلنا بغدير خم فنودي فبنا الصلاة جامعة وكسح لرسول الله صلى الله عليه
وسلم تحت شجرتين فصلى الظهر وأخذ بيد علي رضي الله تعالى عنه فقال أستم تعلمون اني اولى بالمومنين من
انفسهم قالوا بلى قال أستم تعلمون اني اولى بكل مؤمن من نفسه قالوا بلى قال فأخذ بيد علي فقال من كنت
مولاه فعلي مولاه الا هم وال من والاه وعاد من عاداه قال فلقبه عمر بعد ذلك فقال له هنيئا يا ابن ابي طالب أصبحت
وأمسيت مولى كل مؤمن ومؤمنة

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص ۲۸ جلد ۱)

ترجمہ :-

... براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم لوگ ایک سفر میں تھے ہم دوران سفر غدیر خمؓ میں ٹھہرے، اور نماز کے لئے اعلان کر دیا گیا کہ "اَکْثَلُ مَوْتًا حَيَا مَعِيَّةَ" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ببول کے دو درختوں کے نیچے جہاد دوسے کر صفائی کر دی گئی۔ آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میرا حق مومنوں پر ان کی ذات سے ہی زیادہ ہے۔ سب نے کہا کہ کیوں نہیں (یہی بات حق ہے) آپؐ نے پھر اسی سوال کو دہرایا اور صحابہؓ نے وہی جواب دیا کہ کیوں نہیں پھر آپؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "جس کا میں مولا ہوں، علیؑ بھی اس کے مولا ہیں۔ پھر آپؐ دعا کی کہ اے اللہ تو اس کا دوست بن جا جو علیؑ سے

دستی کرے اور جو علی کے ساتھ دشمنی کرے تو اس کا دشمن بن جا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد عمرؓ نے علیؓ سے سلامات کی اور کہا کہ علیؓ مبارک ہو تم سارے مومن مردوں اور مومن خواتین کے مولیٰ ہو گئے۔“

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۲۸۱، جلد ۳)

غیر غم کی کوئی روایت بخاری میں نہیں ہے، مسلم ایک روایت اس نام سے لائے ہیں لیکن اس میں علیؓ کی اس فضیلت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔
خیبر کی جنگ میں علیؓ کا فوق البشری قوت کا منظر | بخاری روایت کرتے ہیں کہ علیؓ عام مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے اور اس کے ثبوت میں یہ حدیث ان کے بیٹے محمد بن الحنفیہ کی زبانی لائے ہیں۔

عن ابن عباس عن محمد بن الحنفیہ قال قلت لابی الدنایس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قال قلت لعمرو قال عمرو وخنیث ان یقول عثمان، قلت ثوانت قال ما ان الا رجل من المسلمین (عکس حدیث بخاری ص ۱۵۸ جلد ۱)

ترجمہ :-

..... محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علیؓ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب بہتر امت کے فرد کون ہیں؟ فرمایا ابو بکرؓ میں نے کہا ان کے بعد؟ فرمایا عمرؓ، مجھے ڈر ہوا کہ اگر - میں اب اس کے بعد سوال کرتا ہوں (کہ عمرؓ کے بعد کون) تو علیؓ یہ نہ بھڑکیں کہ عثمانؓ تو میں نے خود کہہ دیا کہ عمرؓ کے بعد آپؐ - فرمایا میں تو جماعت المسلمین میں سے ایک مسلمان ہوں۔ ترجمہ حدیث بخاری ص ۱۵۸ جلد ۱
 لیکن مسند احمد بن حنبل کی روایت بیان کرتی ہے کہ علیؓ ثمانوق البشر قوت کے مالک تھے۔

عن عثمان بن عبد اللہ حدثنی ابی ثناء یقول ثنا ابی عن محمد بن اسحق قال حدثنی عبد اللہ بن حسن عن بعض اہلہ عن ابی ذر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - لم قال خرجنا مع علی بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایہ فلما دنا من الحصن خرج الیہ اہلہ فقاتلہم فضر بہ وجعل من یہود فمارح ترسم من بدہ فتناول علی بابا کان عند الحصن فترسم بہ نفسه فلم یزل فی بدہ وہو یقاتل حتی فزع اللہ علیہ ثم القامن بدہ حین فرغ فلقد رأیت فی انفرمعی سبعۃ انا نامہم نزعہ علی ان نقرب ذلک الباب فاناقلہ

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص ۱۵۸ جلد ۱)

ترجمہ :-

... ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ ہم نکلے علیؓ کے ساتھ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا جھنڈا دے کر بھیجا اور جب علیؓ قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعے والے آپؐ کے مقابلے کے لئے باہر نکلے اور علیؓ نے ان سے جنگ کی اور جنگ کے درمیان مخالف یہودی نے ایسا ور کیا کہ آپؐ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی۔ اب آپؐ نے ایک دروازہ جو قلعے کے پاس تھا اٹھایا اور اس کو اپنے لیے ڈھال بنایا۔ وہ دروازہ برابر آپؐ کے ہاتھ میں رہا جب تک فتح نہ ہو گئی۔ فتح کے بعد آپؐ نے اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے آپؐ کو مات دوسرے حضرات کے ساتھ جن میں کا آٹھواں میں تھا دیکھتا ہوں کہ ہم سب آٹھوں میں کراس پڑے ہوئے دروازے کو اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں اور انہیں اٹھ پاتے۔“

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۱۵۸ جلد ۱)

بخاری حدیث لائے ہیں کہ فتح مکہ کے دن - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے بتوں کو توڑا ہے اور مسند میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو اپنے کانڈھوں پر سوار کر کے خانہ کعبہ کی چھت تک پہنچایا۔ اور علیؓ نے ایک تانبے یا پتیل کے بت کو اپنی جگہ سے ہلا کر توڑ لیا اور پھینک کر توڑ ڈالا۔

ہجرت سے پہلے کعبہ کے بت کو توڑنا

بخاری کی حدیث یہ ہے:-

حدثنا ^صصديقنا ^صالفضل ^صقال أخبرنا ^صابن ^صحكيم ^صعن ^صابن ^صنجم ^صعن
 مجاهد ^صعن ^صابن ^صعمر ^صعن ^صعبد الله ^صقال دخل ^صالنبى ^صصلى الله عليه وسلم ^صمكة ^صيوم ^صالفتح ^صوحول ^صالمبيت ^صستون ^صوثلث ^صمائة ^صفصلى ^صفعل
 يطعمها ^صبعودى ^صيد ^صويقول ^صجاء ^صالحى ^صورقه ^صالباطل ^صجاء ^صالحى ^صوما ^صيئدنى ^صالباطل ^صما ^صيعيد

(عکس حدیث بخاری ص ۶۱ جلد ۲)

تقریر

..... "عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ میں تین سو ساتھبت تھے۔ آپ نے ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی اُن کو مارنا شروع کیا اور فرماتے جاتے تھے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا، حق آگیا اور باطل نہ پہلی بار پیدا کر سکا ہے اور نہ دوسری بار۔"

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۶۱۱ جلد ۲)

مسند احمد بن حنبل کی روایت یہ ہے۔

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا اسباط بن محمد ثنا نعيم بن حكيم
المدايني عن أبي مريم عن علي رضي الله عنه قال انطلقت أنا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى أتينا الكعبة فقال
لرسول الله صلى الله عليه وسلم اجلس وصعد على منكبتي فذهبت لانهض به ف رأي مني ضعفا فزله وجلس
لي النبي صلى الله عليه وسلم وقال اصعد على منكبتي قال فصعدت على منكبيه قال فتنهض لي قال فانه يحيل
الي آني لو شئت لملت أفق السماء حتى صعدت على البيت وعليه مثل صفر وأونحاس فجعلت ازاولة عن يمينه
وعن شماله وبين يديه ومن خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم ادفني به فدفنت
به فتكسر كما تكسر القوارير ثم نزلت فانطلقت أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم لتسبق حتى قوارينا
باليون خشية ان يلقانا أحد من الناس

(عكس رواية مسند احمد بن حنبل ص ٤٤٤ جلد ١)

ترجمہ:

....." ابوہریرہ کہتے ہیں کہ علیؑ نے کہا کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم خانہ کعبہ تک آئے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر کا ندھوں پر سوار ہو گئے۔ پھر میں ان کو لے کر اٹھنے لگا مگر نہ اٹھ پایا آپ میری کمزوری دیکھ کر کا ندھوں پر سے اتر آئے اور میرے لئے خود بیٹھ گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میرے سر کا ندھوں پر سوار ہو جاؤ میں آپ کے کا ندھوں پر سوار ہو گیا اور آپ مجھے لے کر اٹھ کھڑے ہوئے علیؑ کہتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوا ہاتھ اکا اگر میں چاہوں تو آفتاب آسمان کو چھو لوں۔ غرض پھر میں خانہ کعبہ پر چڑھ گیا اور چھت پر ایک پتلی یا تاج کا بت تقامیں نے اس بت کو دائیں بائیں آگے پیچھے زور دے کر ہلایا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ۔۔ اس کو پھینک دو۔ میں نے اُسے نیچے پھینک دیا، تو وہ اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ جیسے شیشہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ پھر میں ادیہ سے اتر آیا۔ پھر میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوڑ لگاتے ہوئے چلے یہاں تک کہ مکانوں کے درمیان روپوش ہو گئے۔ ہمیں ڈر تھا کہ کہیں کوئی ہمیں دیکھ نہ لے۔"

(ترجمہ روایت مستند احمد بن حنبل ص ۳۷۷ جلد ۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس کی گود میں ہوئی

..... عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ذات السلاسل میں سردار مقرر فرمایا۔ جب میں جنگ سے واپس آیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ آپؐ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہؓ سے۔ میں نے پوچھا مردوں میں؟ فرمایا ان کے باپ سے بہتر میں نے پوچھا کہ ان کے بعد فرمایا عمرؓ سے، پھر آجینے چند اور حضرات کے نام لیے۔

(ترجمہ حدیث بخاری جلد ۱۰)

لیکن عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد علیؓ اور عائشہؓ، طلحہؓ و زبیرؓ کے درمیان سبائیوں کی سازش کی وجہ سے جنگ جمل ہوئی جس میں زبیرؓ اور طلحہؓ شہید ہوئے۔

یہ جمل کا واقعہ ایک حادثے کی صورت میں پیش آیا اور سبائیوں نے مصالحت کے سارے مواقع برباد کر ڈالے اس سلسلے میں مندا احمد بن حنبل کی روایتوں نے ثابت کیا کہ علیؓ کو نبیؐ نے پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا کہ عائشہؓ سے تم جنگ کرو گے۔ (تم حق پر ہو گے اور عائشہؓ باطل پر) تم جینے کے بعد عائشہؓ کو امن کے مقام پر لوٹا دیتا۔

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حسين بن محمد قال ثنا الفضيل بن عبيد بن سليمان قال ثنا محمد بن أبي يحيى عن أبي اسحاق عمولى بنى جعفر عن أبي رافع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلى بن أبي طالب انه سيكون بينك وبين عائشة أمر قال أنا يا رسول الله قال نعم قال أنا قال نعم قال فاما أشقاهم يا رسول الله قال لا ولكن اذا كان ذلك فارددها الى ما أمناها

(عکس روایت مندا احمد بن حنبل جلد ۳۹۳)

ترجمہ:

..... ابو رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ تمہارے اور عائشہؓ کے درمیان ایک بڑا معاملہ پیش آیا۔ علیؓ نے تعجب سے پوچھا کہ میں؟ (وہ شخص ہوں گا جس کے درمیان اور عائشہؓ کے درمیان یہ معاملہ ہوگا) یا رسول اللہ؟ فرمایا ہاں، تم۔ علیؓ نے پھر کہا کہ میں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، علیؓ نے کہا میں سب سے زیادہ بدنصیب ہوں گا اے اللہ کے رسول! فرمایا "نہیں" (تم بدنصیب کہاں، تم حق پر اور قانع ہو گے) لیکن (غالب آنے کے بعد) ان کو عائشہؓ کو امن کی جگہ لوٹا دینا۔

(ترجمہ روایت مندا احمد بن حنبل جلد ۳۹۳)

غرض اس روایت سے مندا احمد نے ثابت کر دکھایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ وسلم نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ عائشہؓ اور علیؓ میں لڑائی ہوگی۔ علیؓ حق پر اور عائشہؓ باطل پر ہوں گی۔

اس سے بڑھ کر ایک دوسری روایت امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں لائے ہیں جس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں عائشہؓ کو متنبہ کر دیا تھا کہ میری ازواج مطہرات میں سے ایک خاتون ایسی بھی ہیں جو ایک غلط قدم اٹھائیں گی اور ان پر "الحواب" کے مقام پر کئے گئے تھوکیں گے۔

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى بن اسحق قال لما أقبلت عائشة بلفت مياہ بنی عامر لایبعت الکلاب قالت آی ماہذا قالوا ماہ الحواب قالت ما أظنی الا انی راجعة فقل بعض من کان معہا یبلی تقدم فی الزمان فیصلح لہ عز وجل ذات بینہم قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها ذات يوم کیف باحد کن تنبع علیہا کلاب الحواب

(عکس مندا احمد بن حنبل جلد ۳۹۳)

اور شکست کھائیں گی۔ تم فتح پانے کے بعد انہیں امن کی جگہ پہنچا دینا۔ ورنہ یہ قصبہ ہی ختم ہو جاتا!

عبدالرحمن بن عوفؓ اور مسند احمد بن حنبل

سجداری بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے شہادت سے پہلے خلافت کے لئے جن چھ حضرات کا نام لیا وہ یہ ہیں، علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ، اور عبد الرحمنؓ۔

فَلَا تُرْغَمُونَ فِيهِ أَبَدًا

هؤلاء الرهط فقال عبد الرحمن اجعلوا امركم الثلاث منكم قال الربيع قد جعلت امرى الى على فقال طي قد
جعلت امرى الى عثمان قال سعد قد جعلت امرى الى عبد الرحمن بن سفيان فقال له عبد الرحمن اني كنما

تَبَيَّنَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَجَعَلَهُ إِلَيْهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ لِيُنْظَرَ الْأَصْلَاحَ مِنْهُمْ فَسَكَتَ الشَّيْخُ إِذْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ
اِفْتَحُوا بَابَهُ لِلَّهِ وَاللَّهُ عَلَى أَنْ لَا أَلُوَعَنْ أَفْضَلَكُمْ قَالَ الْأَنْعَمُ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمْ أَفْعَالَكَ ذِكْرًا مِنْ سَوَلِ اللَّهِ
عَلَيْهِ وَالْبَقْدَمُ فِي الْإِسْلَامِ وَقَدْ عَلِمْتُ فَاللَّهُ عَلَيْكَ إِنَّ أَفْرَنْكَ لَتُعَدُّ لِي بِإِنْ أَفْرَنْكَ عَمَّا لَتَسْمَعُونَ لَتَطْعِبُونَ ثُمَّ
خَلَا الْأَخْرَجُ فَقَالَ لِي مِثْلُ ذَلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِثْقَالَ قَالَ لِي رَقْمُ يَدِ لِي عَمَّنْ قَبَائِلَ عَمَّنْ لِي عَمَّنْ وَوَجَّاهُ لِي الدَّرَجَاتِ

در عکس حدیث بخار کلام ۵۲۳ و ص ۵۲۵ طبرانی

ترجمہ:-

..... جب ان (عمرؓ) کی تدفین سے فراغت ہوئی تو یہ (چچا) حضرات جمع ہوئے اور عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا کہ آپ لوگ اپنے اس معاملہ کو گھٹا کر چھ مہینے میں کر لیجئے۔ زبیرؓ نے کہا کہ میں اگلا ہوتا ہوں اور اپنا معاملہ علیؓ کے سپرد کرتا ہوں علحدہ نے کہا میں اپنا معاملہ عثمانؓ کے سپرد کرتا ہوں، سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا میں عبدالرحمنؓ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں۔ اب عبدالرحمن بن عوفؓ نے علیؓ اور عثمانؓ سے کہا آپ میں سے جو دستبردار ہو جائے اس کے سپرد میں یہ کام کروں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسلام کی رعایت سے افضل ترین شخص کو خلافت کے لیے منتخب کر دے۔ دونوں حضرات (علیؓ و عثمانؓ) خاموش رہے اس پر عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا کہ کیا آپ لوگ اس معاملے کو میسر سپرد کرنے پر راضی ہیں اگر ہوں تو اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں افضل ترین کے انتخاب میں کوتاہی نہ کروں گا۔ دونوں حضرات نے کہا کہ ہاں ہم راضی ہیں پھر عبدالرحمنؓ نے ایک کار (علیؓ کا) ہاتھ پکڑا! اور کہا کہ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں بقیت کا جو شرف حاصل ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے اللہ آپ پر نگران ہے اگر میں آپ کو امیر منتخب کروں تو کیا آپ عدل کریں گے۔ اور اگر عثمانؓ کو امیر بناؤں تو آپ مسیح و طاعت اختیار کریں گے؟ پھر دوسرے (عثمانؓ) سے یہی بات کہی۔ جب عہد و پیمان لے لیا تو کہا کہ اے عثمانؓ! ہاتھ اٹھاؤ، پھر خود عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور علیؓ نے اور باہر کا مجمع مکان کے اندر داخل ہو گیا اور ان سب نے بیعت کی۔

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۵۲۴ و ۵۲۵ جلد ۱)

بخاری یہ تیلانے کے لیے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ نے عثمانؓ کا انتخاب خالص ذاتی افضلیت اور مسلمانوں کی ترجیح کی بنا پر کیا تھا۔ کسی اور چیز کی وجہ سے نہیں اور علیؓ اور عثمانؓ سے مشورہ کرتے ہوئے صرف یہ وعدہ دیا تھا کہ اگر میں آپ میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کروں تو آپ انصاف فرمائیں گے اور اگر آپ کے علاوہ دوسرے کو منتخب کروں تو آپ سمجھ و طاعت کا رویہ اختیار کریں گے۔ عثمانؓ کی بیعت کرتے وقت عبد الرحمن بن عوفؓ نے ضرور کہا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ سنت ائمہ اور اس کے رسولؐ کی سنت پر اور دونوں خلفاء ابوبکرؓ و عمرؓ کی سنت پر اور اسی پر علیؓ نے بیعت کی تھی جیسا کہ اوپر والی روایت سے ثابت ہے بخاری کی دوسری روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

فلما صلى الناس الصبح واجتمعوا لذلك العهد عند المنبر فأرسل إلى من كان حاضرا

من المهاجرين والانصار وارسل الى امراء الاجناد وكانوا وافوا اياك انجي مع علم فلما اجتمعوا
تشهد عبد الرحمن ثم قال اما بعد يا علي اني قد نظرت في امر الناس فلم اراهم يعدلون بعلم
فلا يفتحق علي نفسك سبيلا فقال ابايوك علي سئمت الله ورسوله والخلفيين من بعده فبايعه
عبد الرحمن وبايعه الناس ولله المهاجرون والانصار وامراء الاجناد والمسلمون

ترجمہ :-

..... (عبدالرحمن بن عوفؓ نے تین راتیں صلاح و مشورے اور سوچ بچار میں گزارنے کے بعد فجر کی نماز مسجد نبویؐ میں ادا کی پس جب لوگ فجر کی نماز پڑھ چکے تو عمرؓ کے نامزد کردہ حضرات منبر نبویؐ کے پاس جمع ہوئے اور عبدالرحمنؓ نے مہاجرین، انصار، اور امراء اجناد کو جو حج میں عمرؓ کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور اس وقت مدینہ میں موجود تھے بلوا بھیجا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمن بن عوفؓ نے تشہید پڑھا اور کہا: ابا بعد! اے علیؓ! میں نے لوگوں کے خلافت کے معاملے میں رجحان کا پوری طرح جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ عثمانؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ اس لیے آپؓ اپنے نفس پر کوئی راستہ نہ نکالیں، پھر عثمانؓ سے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں سنت اللہ اور سنت رسول اللہؐ اور آپ کے بعد دونوں خلفاء (ابوبکرؓ و عمرؓ) کی سنت پر پھر مہاجرین، انصار، امراء اجناد اور دوسرے مسلمانوں نے بیعت کی۔“

(ترجمہ حدیث بخاری جلد ۱۰ ص ۱۰۲)

ان حدیثوں کے مقابلے میں مسند احمد بن حنبل کی روایتیں یہ بیان کرتی ہیں کہ عبدالرحمن بن عوفؓ نے عثمانؓ کو خلیفہ صرف اس بات پر منتخب کیا کہ علیؓ نے کہا تھا کہ میں سنتِ رسولؐ اور سنتِ ائمہؓ پر گام زن رہے گا وعدہ کرتا ہوں، مگر سنتِ ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق وعدہ نہیں کرتا صرف جتنا ہو سکا، کہا۔ اس وجہ سے عبدالرحمن بن عوفؓ نے ان کے بجائے عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔

تقدیر بیجا نہ

قاله حدثني - قتياب بن وكيع - حدثني قبيصة عن أبي بكر بن عياش عن عاصم عن أبي وائل قال قلت لعبد
 الرحمن بن عوف كيف يابغض عثمان وتركتم عبد رضى الله عنه قال ما ذنبى قد بدأت على فقلت أيا بعل على
 ثياب الله وسنة رسول الله وسيرة أبي بكر وعمر رضى الله عنهم أقال فقال فيما استطعت قال ثم عرضتها على عثمان
 رضى الله عنه فقبلها
 (وكس رواية سند أحمد بن منبى رضى الله عنه)

ترجمہ:-

۔۔ ابو وائل کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن عوفؓ سے کہا کہ آپ لوگوں نے علیؓ کو چھوڑ کر عثمانؓ سے کیسے بیعت کی؟ عبدالرحمن بن عوفؓ نے جواب دیا کہ اس میں میرا کیا گناہ ہے میں نے علیؓ سے ابتدا کی تھی اور کہا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرتا ہوں، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور سیرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر، علیؓ پہلے کہ جس قدر ہو سکا پھر میں نے اسی بات کو عثمانؓ پر پیش کیا اور انہوں نے پوری طرح سے قبول کر لیا۔

و ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۵، جلد ۱

منہ کی اس روایت نے ثابت کیا کہ عثمان کا انتخاب نہ تو افضلیت کی بنا پر کیا گیا اور نہ مسلمانوں کی آراء کی اکثریت پر بلکہ یہ عبد الرحمن بن عوف کا ذاتی فیصلہ ہے اور یہی نہیں بلکہ منہ احمد بن حنبل تو یہ ثابت کرتی ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے خود ہی عثمان کو منتخب کر کے سب سے پہلے بیعت کی اور پھر ان کے خلاف بغاوت میں مشرک ہو کر ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا بھی ان کے عیوب بیان کئے اور ان سے ان کا جواب مانگا اور آخر کار یہ معاملہ پانچ بڑھاکہ عثمان کو باغیوں نے شہید کر دیا۔

فصل ۵۰

عبد الله بن أبي ثعلبة بن معاوية بن عمرو بن ثعلبة بن عاصم بن شقيق قال لقي عبد الرحمن بن عوف الوليد

ابن عقبہ فقال له الوليد مالي اؤال قد جفوت امير المؤمنين عثمان رضي الله عنه فقال له عبد الرحمن ابلاغه
اني لم افر يوم عشرين قال عامهم يقول يوم احدث ولم اختلف يوم بدر ولم اترك سنة محمد رضي الله عنه قال فانما انا
نغير ذلك عثمان رضي الله عنه قال فقال اما قوله اني لم افر يوم عشرين فكيف بعيرتي بذي ذنب وقد عفا الله عنه
فقال ان الذين قولوا منكم يوم التقي الجمعان انما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا وقد عفا الله عنهم واما
قوله اني اختلفت يوم بدر فاني كنت امرض رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين ماتت وقد ضرب لي
رسول الله صلى الله عليه وسلم بسهمي ومن ضربته رسول الله صلى الله عليه وسلم بسهمه فقتله شهدا واما قوله
اني لم اترك سنة محمد رضي الله عنه فاني لا اطيعها ولا هو فانه قد نهى بذلك

(عكس روایت مسند احمد بن حنبل ص ۶ جلد ۱)

ترجمہ :-

۔۔۔ شقیق کہتے ہیں کہ عبد الرحمان بن عوف اور ولید بن عقبہ میں ملاقات ہوئی تو ولید بن عقبہ نے ان سے کہا کہ آپ نے امیر المؤمنین عثمان رضی
اللہ عنہ پر بڑا ظلم کیا۔ اس کے جواب میں عبد الرحمان بن عوف نے کہا کہ ان تک (عثمان تک) میری طرف سے یہ بات پہنچا دینا کہ میں یوم عینین (اعتراف
فراموشی) ہوا اور نہ میں یوم بدر میں پیچھے رہا اور نہ سنت عمر کو ترک کیا۔ پھر شقیق عثمانؓ کے پاس گئے۔ اور ان کو عبد الرحمان بن عوفؓ کے یہ
اعترافات بتلائے۔ عثمانؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یوم عینین کے فرار کا عبد الرحمن بن عوفؓ کیا عار دلاتے ہیں اس کو تو اللہ نے معاف کر دیا اور
قرآن میں فرمایا۔ **إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا وَنُكَلِّمُكَ يُؤَدُّ الشَّيْءَ اجْتَنِبُوا** اَللّٰهُمَّ اسْتَزِلْهُمْ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ
تم لوگوں میں سے جو لوگ مقابلے کے وقت پیٹھ دکھا بیٹھے ان کی اس لغزش کا سبب یہ تھا کہ ان کی بعض گز دروہوں کی وجہ سے شیطان نے ان کے قدم
دنگا دیئے تھے۔ اللہ نے انہیں معاف کر دیا اور عبد الرحمنؓ کا یہ قول کہ میں کبھی جنگ بدر میں پیچھے رہ گیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ میں رقیہ بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف تھا جب کہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مال غنیمت سے میرا
حصہ لگایا اور جس کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حصہ لگائیں اس کو مانتر ہی سمجھا جاتا ہے۔ اور عبد الرحمنؓ کا یہ کہنا کہ میں نے سنت عمر کو ترک کر دیا تو اس کا جواب
یہ ہے کہ نہ مجھ میں اس کی طاقت ہے اور نہ عبد الرحمان میں۔ تو اسے شقیق عبد الرحمنؓ کے پاس جا کر میرا جواب ان تک پہنچا دینا۔

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۶ جلد ۱)

اس طرح ایک مصری کے اعتراف پر عبد اللہ بن عمرؓ نے جو اس کو سخت جواب دے کر جواب کر دیا تھا اس کی نقل اتاری گئی اور مصری کی
جگہ عبد الرحمنؓ کا نام لے کر اس واقعہ کا قصیرا اعتراف کہ عثمانؓ بیعت رضوان میں کیوں شریک نہیں تھے، کی جگہ سنت عمرؓ کی عدم پیروی کے اعتراف
کو داخل کر کے ثابت کر دیا گیا کہ عشر و بیشترہ میں شمار کیے جانے والے یہ سارے کے سارے آپس ہی میں ہمیشہ دست و گریبان ہوتے رہتے تھے
عبد اللہ بن عمرؓ اور مصری معترف سے متعلق بخاری کی حدیث یہ ہے۔

حل ثنا موسیٰ بن اسماعیل ثنا ابو عوانہ ثنا عثمان بن عوف قال جاء
رجل من اهل مصر وحدثني البيت فراى قوما جلوس فقال من هؤلاء القوم فقالوا هؤلاء قريش قال من الشجرة
فهم قالوا عبد الله بن عمر قال يا ابن عمر اني سمعتك عن شئ فقلت اني هل تعلم ان عثمان بن عوف راى قال نعم
قال تعلم انه تغيب عن بدر فاشهدك قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بيعة الرضوان فلم يشهدك قال نعم
قال الله اكبر قال ابن عمر قال انك انا فاشهدك ان الله عفا عنه وعفوا له واما تغيبه
عن بدر فانه كان في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت امرضة فقال لا رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان لك اجر رجل من شهد بدرا وسهمته واما تغيبك عن بيعة الرضوان فلو كان احد اعز بطن مكة

من عثمان لمكة مكة فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان وكان من بيعته الرضوان بعد ما ذهب
عثمان الى مكة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدع عثمان فصر بها على ما فقال هذا
عثمان فقال له ابن عمر اذهب بها الان معك (نكس حديث بخاري ص ٢٣٢ ج ١)

ترجمہ :-

-- عثمان بن مویب روایت کرتے ہیں کہ اہل مصر میں سے ایک شخص آیا اور اس نے حج کیا اور دیکھا کہ ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے پوچھا کہ یہ
لوگ کون ہیں کیا کیا کر رہے ہیں۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ ان کا بڑا کون ہے ؟ لوگوں نے عبداللہ بن عمر کا نام لیا۔ اب وہ عبداللہ بن
عمر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میں آپ سے کچھ باتوں کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے بتلائیے۔ کیا آپ کو علم ہے کہ عثمان جنگ اُمد کے دن میدان
سے فرار ہو گئے تھے ؟ ابن عمر نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں بھی شریک نہیں تھے ؟ ابن عمر نے کہا۔ ہاں۔
پھر اس نے کہا کہ کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ بیعت رضوان کے وقت بھی عثمان موجود نہیں تھے ؟ ابن عمر نے کہا۔ ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ مصری نے خوش
ہو کر انڈیا کا نعرہ لگایا۔ اب عبداللہ بن عمر نے کہا کہ آؤ پوری بات تمہیں بتاؤں۔ رہا جنگ اُمد سے فرار تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے انہیں معاف
کر دیا اور ان کی مغفرت فرمائی۔ رہی جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (رقیہ) جو ان کے نکاح
میں تھیں، بیمار تھیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم ان کی تیمارداری کے لئے رک جاؤ تم کو بدر والوں کا ثواب بھی ملے گا اور
مال غنیمت میں حصہ بھی۔ رہا ان کا بیعت رضوان میں شریک نہ ہونا۔ تو اگر ان سے زیادہ ہر دو عزیز اور باعزت کوئی اور ولوی مکہ میں ہوتا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس کو عثمان کے بجائے قریش مکہ کے یا اس سفیر بنا کر بھیجتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بھیجا اور بیعت رضوان ان کے
مکہ جانے کے بعد ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دلہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ اس کو عثمان کا ہاتھ سمجھو اور پھر اس ہاتھ کو دوسرے
ہاتھ پر مارا اور کہا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے۔ یہ سب کہہ کر عبداللہ بن عمر نے مصری سے کہا اب تو میرے اس بیان کو لیتا جاؤ ترجمہ حدیث بخاری ص ٢٣٢ ج ١

عشرہ مبشرہ کے ایک فرد اور جنگ اُمد کے بھلے بیرو کو بھی مستد احمد بن حنبل نے نہ چھوڑا
اور خلافت کے معاملے میں اس شخص کو جس نے عثمان کے حق میں دست بردار ہونے کا

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

اعلان کیا تھا ان کا دشمن، باغیوں کا ساتھی اور بیعت کرنے کے بعد بیعت توڑنے والا ثابت کرنے کی کوشش کی اور یہاں بھی عثمان رضی اللہ عنہ
ہی کے قول کو استعمال کیا۔

حدثنا عبد الله حدثني عبد الله بن

عمر القواريري حدثني القاسم بن الحكم بن اوس الانصاري حدثني ابو عبد الله الزوق الانصاري من اهل
المدينة عن زيد بن اسلم عن ابيه قال سمعت عثمان رضي الله عنه يوم حوصر في موضع الجنازة ولواقي
جهر لم يقع الاعلى رأس رجل فرأيت عثمان رضي الله عنه أشرف من الخوذة التي تلي مقام جبريل عليه
السلام فقال أيها الناس أفياكم طلحة فسكنوا ثم قال أيها الناس أفياكم طلحة فكنوا ثم قال يا أيها الناس أفياكم
طلحة فقام طلحة بن عبدة الله فقال له عثمان رضي الله عنه ألا أراك ههنا ما كنت أرى انك تكون في جماعة
تسمع ندائى آخر ثلاث مرات ثم لا تجيبنى أنت ذاك الله يا طلحة تذكر يوم كنت أنا وأنت مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم في موضع كذا وكذا ليس مع أحد من أصحابه غيرى وغيرك قال نعم فقال لى رسول الله صلى الله عليه
وسلم يا طلحة انه ليس من نبي الا معه من أصحابه رقيق من آمنه معه في الجنة وان عثمان بن عفان رضي الله
عنه هذا يعني رقيق معي في الجنة قال طلحة ما هم نعم ثم انصرف (نكس رواية مستد احمد بن حنبل ص ٢٣٢ ج ١)

ترجمہ :-

... اسلم روایت کرتے ہیں کہ عثمان کو محاصرے کے دن میں نے موضع جنازہ میں دیکھا اور اگر ہتھکڑیاں لگا کر کسی کے سر پر موز

گرتا (زمین پر نہ آتا۔) اتنا مجمع تھا، میں نے دیکھا کہ عثمانؓ نے مکان کے صحرے کے جو مقام جبریلؑ کے متصل تھا لوگوں کو آواز دے کر پوچھا کہ اے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ موجود ہیں؟ سارے لوگ خاموش رہے پھر عثمانؓ نے لوگوں کو اسی طرح آواز دی سارے لوگ خاموش رہے

پھر تیسری بار یہی آواز لگانے پر طلحہ بن عبید اللہؓ کھڑے ہو گئے اب عثمانؓ نے کہا کہ کیا میں تم کو یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں یعنی باغیوں کے ساتھ میں گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم لوگوں میں موجود ہو گئے، میری آواز بھی سنتے ہو گئے اور پھر تین بلیرے آواز دینے پر بھی تم جواب نہ دو گئے میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم کو وہ دن یاد ہے کہ ہم اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فلاں فلاں جگہ پر ہمارے، تمہارے علاوہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی اور نہیں تھا طلحہؓ نے کہا ہاں یاد ہے۔ کہا کہ کیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اے طلحہؓ کوئی نبی ایسا نہیں کہ جس کے ساتھ اس کی امت کا کوئی نہ کوئی ساتھی جنت میں اس کے ساتھ نہ رہے اور پھر کہا کہ عثمانؓ جنت میں میرے ساتھ رہیں گے۔

طلحہؓ نے جواب دیا اللہ کی قسم یہی کہا تھا۔ پھر مجمع سے نکل کر واپس چلے گئے۔“ (ترجمہ روایت مسند احمد ص ۱۷۱ ج ۱)
مند کی روایت نے عبد الرحمنؓ کے بعد طلحہؓ کو بھی باغیوں کا دوست اور خلیفہ المسلمین کا دشمن ثابت کر دکھایا اور آخر میں یہ بھی کہ طلحہؓ نے چھپنے کی بہت کوشش کی مگر جیسا کہ فاش ہی ہو گیا تب کہیں وہ باغیوں اور عثمانؓ کے ہونے والے قاتلوں کے ٹھیس سے واپس گئے۔
مسند احمد کی ایک دوسری روایت ان دونوں حضرات عبد الرحمن بن عوفؓ اور طلحہ بن عبید اللہؓ کو ایک ساتھ عثمانؓ کا دشمن اور باغیوں کو اشتعال دہانے والا ثابت کرتی ہے۔ روایت یہ ہے۔

حدثنا عبد الله حدثني محمد بن أبي بكر بن علي الميموني ثنا محمد بن عبد الله
الانصاري ثنا هلال بن حق عن الجري عن غمامة بن حزن القشيري قال شهدت الدار يوم أصيب عثمان
رضي الله عنه فطلع عليهم اطلاعة فقال ادعوا الى صاحبكم الذين ألباكم على فداءه فقالوا نشدتكما الله
أقول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة ضاقت المسجد بأهله فقال من يشترى هذه البقعة من
خالص ماله فيكون فيها كالمسلمين وله نصيب من ثمنها في الجنة فاشترى بها من خالص مالي فجعلتها بين المسلمين وأنتم
تمنعونني ان أصلي فمركعتين ثم قال أنشدكم الله أعاون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة لم
يكن فيها أثر يستعذب منه الا رومة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يشترى من خالص مالي فاجعلها بين المسلمين وله نصيب من ثمنها في الجنة
فأشترى بها من خالص مالي فاجعلها بين المسلمين وله نصيب من ثمنها في الجنة ثم قال هل
تعلمون اني صاحب جيش العسرة قالوا اللهم نعم (عكس روایت مسند احمد بن مفضل ص ۱۷۱ ج ۱)

ترجمہ:-

... عثمان بن حزن القشیری بیان کرتے ہیں کہ جس روز عثمانؓ شہید کئے گئے اس دن میں نے دیکھا کہ مکان کے اوپر سے انہوں نے لوگوں پر جھانک کر کہا کہ بلا لاؤ اپنے ان دونوں ساتھیوں کو جنہوں نے تم لوگوں کو میرے خلاف اشتعال دلایا ہے پس وہ دونوں بلا لئے گئے اور ان سے خطاب کر کے عثمانؓ نے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم دونوں جانتے ہو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور مسجد لوگوں پر تنگ ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ کون --- اس زمین کے ٹکڑے کو اپنے خالص مال سے خرید کر مسجد میں شامل کرے گا اور پھر مسلمانوں کی طرح اس میں ایک مسلمان کی حیثیت سے نماز کا بنا رہے گا اس کو اس سے اچھی جگہ جنت میں ملے گی۔ تو میں نے اس زمین کے ٹکڑے کو اپنے خالص مال سے خرید کر مسلمانوں کے لیے جگہ بنا دی اواب تم مجھ کو اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روکتے ہو۔ پھر کہا کہ تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سیٹھ یانی کا کوئی گھنواں ”رومتہ“ کے علاوہ نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون اس کنویں کو اپنے خالص مال سے اس طرح خریدے گا کہ اس کے ڈول اور دوسرے مسلمانوں کے ڈول میں کوئی امتیاز نہ

ہو گا تو اس سے بہتر جنت میں ملے گا۔ پس میں نے اس کو اپنے خالص مال سے خرید لیا تو تم نے اب انہیں کس کا پانی پینے سے بھی روک دیا ہے اور پھر کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے جیش العصرۃ (جنگ تبوک کے لشکر) کے معاملہ میں کیا کیا تھا، انہوں نے کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ آپ کا کہنا صحیح ہے۔^۴

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ۴، ص ۵، جلد ۱)

اس طرح مسند احمد نے نام ایسے بغیر دونوں حضرات عبدالرحمن بن عوف اور طلحہ بن عبید اللہ کو باغیوں کا ساتھی، عثمانؓ کے ہونے والے قاتلوں کا سرپرست اور ان کو خلیفہ المسلمین کے خلاف اشتعال دلانے والا ثابت کر دکھایا۔

ان دونوں حضرات میں سے عبدالرحمن بن عوفؓ نے پوری دیانت داری کے ساتھ علیؓ کے بجائے عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے منتخب اور طلحہؓ نے عثمانؓ کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا تھا۔

غروبِ العاص کا معاملہ

حدثنا ابي الحسن قال حدثنا اخو بن عبد الله عن خليفه بن الحارث عن ابي عثمان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث عمرو بن العاص على جيش ذات السلاسل قال فأتيتهم فقلت أي أناس أحب اليك قال عائش قلته من الرجال قال أبوها قلت ثمرين قال عمر فوعدهم رجالا فسكتت مخافة أن يجعلني في آخرهم

(عکس حدیث بخاری ص ۶۲۵ جلد ۴)

... ابو عثمان کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاصؓ کی جنگ میں فوج کا سالار بنا کر بھیجا عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ واپس آکر میں آپؐ کے پاس گیا اور میں نے پوچھا کہ آپؐ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ فرمایا عائشہؓ نے عمروؓ کہ میں نے کہا کہ مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا ان کے باپ (ابوبکرؓ) میں نے کہا پھر؟ فرمایا عمرؓ پھر آپؐ نے ان کے بعد دو سکر نام لیے اور میں خاموش ہو گیا اس ڈر کہ کہیں میرا نام سب سے آخر میں نہ ہو۔ (ترجمہ حدیث بخاری ص ۲۵ جلد ۱)

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۶۲۵ جلد ۱)

اس طرح بخاری نے بیان کیا عمرو بن العاصؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ذات السلاسل میں سالار مقرر کر کے بھیجا اور جب وہ کامیاب واپس آئے تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ جب اللہ کے نبیؐ نے مجھے اتنے بڑے لشکر کا امیر بنایا ہے جس میں بڑے بڑے صحابہ شامل تھے تو ہر ممکن ہے کہ آپ کے دل میں میری محبت کا بھی کوئی اور مقام ہو اس لیے انہوں نے نبیؐ سے دریافت کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ ابو بکرؓ، و عمرؓ کے بعد اور بہت سے نام گنوائے اس حدیث کو لاکر بخاری نے ثابت کیا کہ عمرو بن العاصؓ کو جب سالار بنایا گیا تھا اور وہ کامیاب واپس آئے تب انہوں نے ایسا سوال کیا اگر وہ ناکام آئے ہوتے یا کسی حکم کی خلاف ورزی کی ہوتی تو کبھی ان کو ایسا سوال کرنے کی جرأت نہ ہوتی اب مسند احمد بن حنبل کی روایت سامنے ہے۔

حدیثنا عبد اللہ حدیثی اوی ثنا محمد بن

أبي عبد الله عن داود عن عامر قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم جيش ذات الأسل فاستعمل أبا عبد الله على المهاجرين واستعمل عمر وبن العاص على الأعراب فقال لهما اتما وعاقل وكافوا به ومروا أن يغيروا على بكر فأتوا على قضاة على بكر أخواله فأتوا على المغيرة بن شعبه إلى أبي عبد الله فقال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم استعملك علينا وإن ابن فلان قد ارتبع أمر القوم وأيسر لنا منه أمر فقال أبو عبد الله إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا أن نتعاون عفاً وطبع رسول الله صلى الله عليه وسلم وإن عصاه عمر و

دعکس روایت مستند احمد بن حنبل ص ۱۹۴ جلد ۱

تَرْجُومَه

... عامر تابعی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ذات النخل کا لشکر بھیجا تو ابو عبیدہؓ کو مہاجرین کا افسر بنایا اور عمرو بن العاصؓ کو اعراب پر امیر

مسما۔ حالانکہ عبدالرحمن بن عوف کا تعلق ان کی شہادت سے چار سال پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔

مقرر کیا اور پھر ان دونوں حضرات سے کہا کہ باہم مل جل کر رہنا ہے۔ ان لوگوں کو حکم ہوا تھا کہ بنو بکر پر چھاپہ ماریں عمرو بن العاصؓ روانہ ہوئے اور انہوں نے (بنو بکر کے بھلے) بنو قنعاہ پر چھاپہ مارا کیونکہ بنو بکر سے ان کی ٹنہالی قرابت تھی۔ میغرہ بن شعبہؓ ابو عبیدہؓ کے پاس شکایت کوئے گئے۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر آپ کو امیر بنایا ہے۔ اور فلاں کے بیٹے (عمرو بن العاصؓ) نے قوم کے ایک حصے کی امداد پائی ہے اور وہ آپ کی امداد میں شریک نہیں ہیں ابو عبیدہؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو باہم مل جل کر رہنے کا حکم دیا ہے۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا ہوں چلے عسکر وافرمانی کریں۔ (ترجمہ روایت منہ احمد بن حنبل ص ۱۳۷ جلد ۱)

مسند کی اس روایت نے ظاہر کیا ہے کہ عمرو بن العاصؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس حکم سے کہ بنو بکر پر چھاپہ مارا جائے سرتابی کی اور اپنے ٹنہالی عزیزوں کے بھلے بنو قنعاہ پر چھاپہ مارا اور جب میغرہ بن شعبہؓ نے اس کی شکایت ابو عبیدہؓ جراح سے کی تو انہوں نے اپنی جمہوری کا فدر پیش کیا اور میغرہ بن شعبہؓ بھی ایسے سنگین معاملے میں کچھ نہ کہہ سکے۔ اس طرح عمرو بن العاصؓ کے ساتھ ساتھ ابو عبیدہؓ بن جراحؓ اور میغرہ بن شعبہؓ کو کمزور سیرتوں کا مالک ہونے کی طرہ اشارہ کر دیا اھ یہ بھی کہ اس جنگ میں عمرو بن العاصؓ فوج کے سالار نہیں بلکہ اعراب کے اوپر افسر بنائے گئے تھے۔

یزید بن معاویہ کا معاملہ

بخاری نے اُم حرامؓ کی روایت لاکر ثابت کیا ہے کہ یزید بن معاویہؓ اُمت کے اُس پہلے لشکر کے جس نے قیصر کے دار الحکومت (قسطنطنیہ) پر حملہ کیا سالار تھے اور اس طرح سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے سب سے پہلے مستحق ہیں۔ بشارت یہ ہے۔

أَنَا مُجِيشٌ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرٍ مَغْفُورٌ لَهُمْ

ترجمہ: "میری اُمت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر کے دار الحکومت (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا وہ بخفا بخشا یا ہے۔"

اُم حرامؓ کی یہ حدیث لانے کے ساتھ بخاری یہ حدیث بھی لائے ہیں کہ اس۔۔۔ پہلے لشکر کے شریک ہی نہیں بلکہ سالار یزید بن معاویہؓ تھے بخاری کی دونوں حدیثیں یہ ہیں۔

باب مَا قِيلَ فِي قِتَالِ

لِرُوحِ ثَنَا السَّخْفُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ حَمْرَةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ ثَمَمُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْعُصَيْبِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ نَائِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بَنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أَمْ حَرَامٌ قَالَ ثَمَمُ بْنُ يَزِيدَ ثَنَا أَمْ حَرَامٌ أَنَا تَبِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أُولَ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا قَاتِلَ أَمْ حَرَامٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِيهِمْ قَالَ إِنَّهُمْ فِيهِمْ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرٍ مَغْفُورٌ لَهُمْ فَقَالَتْ أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا (وہی حدیث بخاری ص ۲۰۳ جلد ۱)

ترجمہ:۔۔۔ باب جنگ روم کے بارے میں کیا کہا گیا ہے۔

... عمیر بن الاسود العنسی بیان کرتے ہیں کہ وہ عبادہ بن الصامتؓ کے پاس آئے جب وہ حمص کے ساحل پر اترے ہوئے تھے اور ایک مکان میں ان کا قیام تھا ان کے ساتھ دُآن کی اہلیہ (اُم حرامؓ) تھیں۔ اُم حرامؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میری اُمت کا پہلا لشکر جو متحدی جنگ کرے گا اُس پر جنت واجب ہوگی۔ اُم حرامؓ کہتی ہیں یہ میں کہیں نے کہا کہ اے رسول اللہ کیا میں اُن میں شامل ہوں گی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں تم ان میں شامل ہوگی۔ اُم حرامؓ کہتی ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا

وہ بخشا بخشا ہے۔ اُم حرام بھی ہیں کہ کیا میں بھی اُس شکر میں شامل ہوں گی؟ فرمایا نہیں۔ (ترجمہ حدیث بخاری ص ۴۹ و ۵۰ جلد ۱)
بخاری نے دوسری حدیث لاکر صحابی محمود بن الربیعؓ کی زبان سے جو اس شکر میں شامل تھے ثابت کیا کہ یزید بن معاویہؓ اس شکر کے سردار تھے جس نے سب پہلے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔

قال رسول الله ﷺ

ان الله قد جعل لكم عليا من قال لا اله الا الله يستغفر له من كل ذنبه قال محمود بن الربيع قال نعم فقالوا فانه حاله ابو بصير

صاحب رسول الله ﷺ غزوته التي توفي فيها يزيد بن معاوية عليه السلام

(عکس حدیث بخاری ص ۵۱ جلد ۱)

ترجمہ :-

..... محمود بن الربیع الانصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ
..... کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کا کلمہ پڑھے اور اس سے صرف رضائے الہی مطلوب ہو۔ محمود بن الربیعؓ نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو ایک جماعت کے سامنے بیان کیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوالواثیؓ بھی موجود تھے۔ اس جگہ میں جس میں انہوں نے وفات پائی اور جنگ کے اُس شکر پر ارمیہ روم میں یزید بن معاویہؓ سالار شکر تھے۔

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۵۱ جلد ۱)

اُم حرامؓ سے مسند احمد بن حنبل میں چار روایتیں آئی ہیں لیکن کسی میں اول حبشی من امتی یخزون مدینہ قیصر من خفون لہم میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے دار الحکومت (قسطنطنیہ) پر حملہ آور ہوگا وہ سارا کاسار بخشا بخشا ہے) والا نکلا نہیں ہے۔

(حدیث اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا)

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا روح قال ثنا جادع بن ابي ايمن - قال عن يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى بن حبان عن انس بن مالك عن اُم حرام انہ اقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لم قالاني يتي اذا سقنا وهو يفعل فقلت يا بني انت ما تفعلك قال عرض علي ناس من امتي يركبون ظهري هذا البحر كاللؤلؤ على الاسرة فقلت ادع الله ان يجعلهم منهم قال اللهم اجعلهم منهم ثم نام ايضا فاستيقظ وهو يفعل فقلت يا بني انت ما تفعلك قال عرض علي ناس من امتي يركبون هذا البحر كاللؤلؤ على الاسرة فقلت ادع الله ان يجعلهم منهم فقال انت من الاولين ففرت مع عبادة بن الصامت وكان زوجها فو قمت ابعدها فله الهاتين فقلت فقلت حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عفان ثنا جادع بن ابي ايمن عن يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى بن حبان عن انس بن مالك عن اُم حرام فالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - لم قالاني يتي فذكر معناه

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص ۳۳ جلد ۱)

ترجمہ :-

..... محمد بن یحییٰ بن حبان انس بن مالکؓ سے اور وہ اُم حرامؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اس درمیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میسر گھر قبول فرما رہے تھے (اُم حرامؓ انہی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائی خالہ تھیں) بیدار ہوئے اور آپؐ سے کہنے لگے کہ آپ پر میسر ماں باپ قربان آپ کس وجہ سے سکار رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میری امت کے لوگ دکھائے گئے جو سمندر کی بیٹی پر سوار اس طرح جا رہے تھے جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر۔ اُم حرامؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے میسر لیے دعا کریں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے۔ نبیؐ نے دعا کی کہ اے اللہ اُم حرامؓ کو ان میں سے بنا دے۔ پھر آپؐ سو گئے اور پھر ہنسنے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے کہا کہ میسر ماں باپ آپ پر قربان آپ نہیں کیوں رہے ہیں فرمایا کہ میرے اوپر میری امت کے لوگ پیش کئے گئے جو سمندر کی بیٹی پر اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ ہوں اپنے تختوں پر اُم حرامؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپؐ میسر لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان

پہلے لوگوں میں ہو۔ پھر ائمہ حرام نے اپنے شوہر عباده بن العاصم کے ساتھ اُمّ پہلے سمند کی غزوہ میں شرکت کی اور ادا پس پرا اپنے بھروسے رنگ کے
چمڑے گر گرفت پائی دوسری روایتیں بھی اسی معنی میں ہیں۔ (ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل جلد ۳۶)

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام یا مہدی !
بنماری حدیث لائے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نزول ہوگا اور وہ زمین کو
عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ کوئی کافر و مشرک زمین پر باقی نہ رہے گا۔ اس لیے جزیہ
دینے والا کوئی نہ ہوگا۔ صلیب توڑ ڈالی جائے گی اور خنزیر قتل کر دیا جائے گا۔ مال کی مہبت ہوگی مگر کوئی اسے قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوگا ایک سجدہ
لوگوں کی نگاہ میں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ قیمتی ہوگا۔

بَابُ نَزُولِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدْنَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُؤْتِيَنَّكُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ عَدُوٌّ لِكُلِّ فَاسِقٍ
وَيَقْتُلُ الْخَنَزِيرَ وَبِضْعَتِهِ الْخَوَاصِرَ وَفِيضُ الْمَالِ حَتَّى لَا يَبْقِيَ لَهُ شَيْءٌ تَكُونُ السَّحَابَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا
فِيَا كُنْ يَقُولُ بُوْهُرَةً وَاقْرَأْ لَنْ شَتَمْتُمْ وَأَنْ تَمُنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا الْيَهُودَ مِنْهُمْ قُلْ مَوْتُهُ وَتَوَفُّهُ الْقِيَامَةُ كَوْنًا
عَلَيْكُمْ تَهْنِئَةً (عكس حدیث بخاری جلد ۳۶)

ترجمہ :-

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُمّ ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے
کہ عیسیٰ علیہ السلام تمہارے اندر آئیں گے۔ منصف حاکم بن کر۔ صلیب توڑ ڈالیں گے۔ سور کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو موقوف مال و دولت کی مہبت
ہوگی لیکن کوئی اسے قبول کرنے پر تیار نہ ہوگا۔ یہاں تک ایک سجدہ لوگوں کی نگاہ میں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہوگا۔ پھر ابو ہریرہ نے
کہا کہ تم اگر اس کی تصدیق جانتے ہو تو قرآن کی اس آیت کو اپنے سامنے رکھو۔

وَإِنْ قِيلَ أَفَلَا يُكَلِّمُ الْإِنسَانَ فِي شَيْءٍ قُلْ أَفَلَا يَذَكِّرُهُمْ أَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ تَهْنِئَةٌ (سورة النساء آیت ۱۵۹)

یعنی اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے گا اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔

(ترجمہ حدیث بخاری جلد ۳۶)

اور یہ بات مسلم کی روایت میں بھی آئی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُؤْتِيَنَّكُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ عَدُوٌّ لِكُلِّ فَاسِقٍ وَبِضْعَتِهِ الْخَوَاصِرَ وَفِيضُ الْمَالِ حَتَّى لَا يَبْقِيَ لَهُ شَيْءٌ تَكُونُ السَّحَابَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا
فِيَا كُنْ يَقُولُ بُوْهُرَةً وَاقْرَأْ لَنْ شَتَمْتُمْ وَأَنْ تَمُنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا الْيَهُودَ مِنْهُمْ قُلْ مَوْتُهُ وَتَوَفُّهُ الْقِيَامَةُ كَوْنًا
عَلَيْكُمْ تَهْنِئَةً (عكس حدیث مسلم جلد ۳۶)

ترجمہ :-

... عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ابجال خروج کرے گا اور جالیں تک رہے گا عبد اللہ بن عمرو ان اہل
نے کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ جالیں دن، جالیں جمعیتے، یا جالیں سال، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا۔ ان کی شکل و صورت عروہ بن مسعود کی طرح ہوگی
وہ وہ ابجال کا بچھا کر کے اس کو کھانک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اس طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی رنجش کوئی عداوت نہیں ہوگی۔ پھر
اللہ تعالیٰ ملکِ شام کی طرف سے ایک لشکر بھیجے گا اور اس کے اثر سے زمین پر ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا ہر حال میں گاہ یہاں تک

کہ اگر کوئی ایمان والا بیمار ہو جائے تو چٹان کے اندر بھی ہو گا، یہ ہوا وہاں بھی داخل ہو کر اسے مار ڈالے گی۔ فرمایا پھر صرف اشارہ رہ جائیں گے اور ان میں شرف و فناء اور شہوانیت کی طرف سیقت کرنے میں پرندوں کی پرواز کی تیزی ہوگی اور قتل و خونریزی میں دزدوں کا انداز۔

نہ کسی نیکی کی طرف مائل ہوں گے اور نہ کسی برائی سے منع کریں گے۔ بھڑیطان ان کے لئے متمثل ہو گا اور کبے گا کہ تمہیں شرم نہیں آتی یہ لوگ اس سے دریافت کریں گے کہ کیا حکم ہے وہ بتوں کی پرستش کا حکم دے گا اور اس طرح یہ دنیا کے مڑوں اور عیش و عشرت میں غرق ہوں گے (مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ گمراہوں کی طرح اپنی خمستیوں میں مشغول ہوں گے) کہ صورت میں پہونک مار دی جائے گی۔“

(ترجمہ حدیث مسلم ص ۲۰۳ جلد ۲)

لیکن منہ احمد بن حنبل کی روایتیں بتاتی ہیں قیامت سے پہلے جو خیر کار مائے آنے والا ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہیں بلکہ المہدی کی حکمرانی کے دور میں ہوگا۔ !!

حدثنا عبد الله حدثني أبي تناز يدني ساجد بن أبي حماد بن زيد ثنا العلي بن زياد المولى عن العلاء بن
بشير المزني عن أبي الصديق الناجي عن أبي عبد الله الحنفري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أبشركم
بأنه يهدي يبعث في أمي على اختلاف من الناس ورازل فيما لا أرض قد طأ وعدلا كما ملئت جوراً وظلماً
و يرضى عنه ساكن السماء وساكن الأرض وعلاء الله لوب أمة محمد غني فلا يحتاج أحد إلى أحد في أمة
محمد صلى الله عليه وآله وسلم لا يفتقر إلى أحد في الدنيا ولا في الآخرة ولا في الجنة ولا في النار ولا في الجنة ولا في النار
ما ولد منهم قال فيكث سبع سنين أو ثمان سنين أو تسع سنين ثم لا تحرف في الحياة أوفى العيش بعده
وعكس من هذا حديث بن حنبل ٢٥٥٠

ترجمہ :-

..... ابو سعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو المہدیؑ کی خوشخبری سننا یہوں مہدی میری منت میں لوگوں میں اختلاف اور نزکوں کے زمانے میں مبعوث ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے بڑھتی اور اُن کے آسمان والے بھی خوش اور زمین والے بھی راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ کے دل غنی کر دے گا اور کوئی کسی کا محتاج نہ ہو گا۔ ایک مناد کی کہنے والا آواز نکلائے گا کہ کون ہے جس کو مال کی حاجت ہے پس ایک شخص کھڑا ہو گا اور کہے گا کہ مجھے مال چاہیے۔ اس سے کہا جائے گا خراجی کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ میرا مال مجھے دیا ہے کہ مجھے مال دو۔ پھر وہ شخص خراجی کے پاس آکر مہدی کا حکم سنائے گا اب اُس شخص سے کہا جائے گا کہ مال میرا کج جمع کرے اور جب وہ مال جیسے کرچکے گا تو کہے گا کہ میں اُمت محمدیہ کا سب زیادہ لالچی شخص ہوں یا کہے گا کہ پوری اُمت میں جو استغنا پایا یا جا ہے اس سے میں عاجز رہا۔ راوی کہتے ہیں کہ مہدی سات سال آٹھ سال یا نو سال رہیں گے اور اس کے بعد پھر زندگی میں کوئی خیر باقی نہ رہے گا۔“

ترجمہ مسند احمد بن حنبل ۵۲ جلد ۲

اس طرح بخاری کے عینی بن مریمؑ کی جگہ سند احمد کی روایتیں اس مہدی کو لے آئیں جس کے متعلق ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ وہ ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے ان کو چپا کر رکھا جاتا تھا اس لیے ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ وہ ۱۲۵۰ھ میں اپنے والد کی وفات سے صرف دس دن پہلے پیدا ہو گئے۔ اور وہ تمام چیزیں اور سارا سامان جو علیؑ نے منتقل ہو کر ہر امام کے پاس رہا تھا شلا علیؑ کا جمع کیا ہوا اصلی اور ہر اکمل قرآن قدیم آسمانی کتابیں تورات، انجیل، زبور، اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے صحیفے، دینی اصلی شکل میں مصحف، طاہرہ، الحجر، الجامعہ، والی زبور، انبیاء سابقین کے معجزات عصائے موسیٰ، قمیص آدم، سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی، غرض سارا سامان نے کریم ۵۰۰ سال کے صاحبزادے، تنہا اپنے شہر ستر میں لڑائی کے غلاموں روپوش ہو گئے قیامت سے پہلے غار سے نکل کر آئیں گے اور ابو بکرؓ، اور عمرؓ کو ان کی قبروں سے نکالیں گے۔ زندہ کر کے دنیا بھر کے گناہ گاروں کے گناہوں کی سزا میں ان دن رات میں ان دونوں کو ہزار بار مار ڈالیں گے اور ہزار بار پھر زندہ کریں گے۔

مسند احمد بن حنبل کی نادر روایتیں

حدثنا عبد الله بن حسان قال أنا عمارة يعني ابن زاذان عن ثابت عن أنس قال استأذن ملك المطران يا أبا النبي صلي الله عليه وسلم فاذن له فقال لام سامة احفظني علينا الباب لا يدخل أحد فاعاد الحسن بن علي رضي الله تعالى عنهما فوثب حتى دخل فجعل يصعد على منكب النبي صلي الله عليه وسلم فقال له الملك اتعجب قال النبي صلي الله عليه وسلم نعم قال فان أمتك تقوله وان شئت أريتك الملك الذي يقتل فيه قال فضر بريد فاره فوابا أحر فأنذرت أم سامة ذلك التراب فصرته في طرف ثوبها قال فكنا نسمع يقتل بكر بلاه

ترجمہ :-

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ۲۶۵ جلد ۳)

..... انسؓ روایت کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی اور ام سلمہؓ سے ارشاد فرمایا کہ دروازے کی حفاظت کرتی رہنا کوئی اندر نہ آنے پائے لیکن حسین بن علیؓ آئے اور اچھل کر اندر داخل ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے پر چڑھنا شروع کر دیا۔ بارش کے فرشتے نے کہا کہ اے نبی کیا آپ ان کو محبوب رکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ فرشتے نے کہا کہ آپ کی اہمیت ان کو قتل کرے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ بھی دکھا دوں جہاں یہ قتل کئے جائیں گے۔ پھر فرشتے نے ہاتھ مارا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ مٹی دکھائی ام سلمہؓ نے اس مٹی کو لے کر اپنے کپڑے کے کنارے باندھ دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم حسین بن علیؓ کے متعلق سن کر تے تھے کہ وہ کربلا میں قتل کئے جائیں گے۔ (ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ۲۶۵ جلد ۳)

حدثنا عبد الله بن حنبل ثنا محمد بن عبد الله بن يحيى عن أبيه أنه سار مع علي رضي الله عنه وكان صاحب مطهرته فلما ساذى نينوى وهو منطلق الى صفين فنادى علي رضي الله عنه اصبر يا عبد الله اصبر يا عبد الله بشما الفرات قلت وماذا قال دخلت على النبي صلي الله عليه وسلم لم ذات يوم وعيناه تقيان قلت يا نبي الله اغضبك أحد ما شان عيالك تقيان قال بل قام من عدي جبريل قبل لحظتي ان الحسين يقتل بشما الفرات قال فقال هل لك ان اتيك من تربته قال قلت نعم فديده فقبض قبضت من تراب فاعطانيها فلم املك عيني ان فاضنا

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ۲۶۵ جلد ۳)

ترجمہ :-

..... عبد اللہ بن یحییٰ اپنے باپ یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ علیؓ کے ساتھ جا رہے تھے (اور نبی علیؓ کے وضو، غسل اور صفائی وغیرہ کے فرم دار تھے) جب وہ نینوی کے محاذات میں پہنچے اس وقت جبکہ وہ صفین کی طرف جا رہے تھے تو علیؓ نے ان کو آواز دی کہ اے عبد اللہ ٹھہر جاؤ، تمہارے دریاے فرات کے کنارے نبیؐ بھی بچتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا بات ہوئی علیؓ نے فرمایا کہ میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کی دو آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ کیا کسی نے آپ کو غم دلا دیا آپ کی آنکھیں کیوں آنسو بہا رہی ہیں۔ کہا یہ نہیں بلکہ جبریل ابھی ابھی میرے پاس کھڑے ہوئے اور خبر دی کہ حسین دریاے فرات کے کنارے قتل کئے جائیں گے۔ اور پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو ان کے قتل گاہ کی مٹی کی بوسجی آپ کو سنگسنگادوں۔ نبیؐ نے کہا کہ میں نے کہا ہاں۔ جبریل نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک ٹھٹی لیکر مجھ سے دے دی اور اس وقت میں اپنی دونوں آنکھوں کو آنسو بہانے سے نہ روک سکا۔ (ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ۲۶۵ جلد ۳)

حدثنا عبد الله بن حنبل ثنا عبد الرحمن بن نوح عن ابن عباس قال روایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام نصف النهار اشعث

أخبر معناه فإذ ورد في إمامنا فاعلم أو يتبع فمناصب أقال قلت يا رسول الله ما هذا قال دم الحسين وأصحابه
لم أزل أتبع منذ اليوم قال ع. أو فقلنا ذلك اليوم فوجدناه قتل ذلك اليوم (عكس روایت مستند احمد بن حنبل ۲۳۲ جلد ۱)
ترجمہ:-

... عمار بن ابی عمار عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ میں نے دو پہر کو خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گرد
آلود اور بال پریشان دیکھا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں خون بھرا ہوا تھا اور آپ اس کو اٹھائے ہوئے تھے عبداللہ بن عباسؓ نے سمجھا کہ میں نے
میں نے پوچھا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ جیسے اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج پروردگار میں اس کو اٹھائے رہا ہوں عمار
بن ابی عمار کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے یہ دن یاد رکھا اور بعد کو معلوم ہوا کہ یہ ہی دن تھا جس روز حسینؑ قتل کئے گئے۔ (ترجمہ روایت مستند احمد بن حنبل ۲۳۲ جلد ۱)
آخر میں جرمن مشرق پرور فیروز جوزف پور و تس کی اس حیرت انگیز بات کا ذکر بھی مناسب نہ ہو گا کہ "واقعی کذاب" (جس کو منہ احمد کے مولف
نے خود کذاب کہا ہے اور جس کے متعلق القبرست کے مولف ابن التیمم کا کہنا ہے کہ "کان یلزم التفتیح" دیکھتے رہتے تھے) کی کتاب المنازی اور امام
احمد بن حنبل کی منہ بنیادی طور پر ایک ہی مواد رکھتی ہیں۔ یہیں واقعی کے ہاں مشکل سے کوئی ایسی حدیث ملے گی جو مستند احمد بن حنبل میں درج نہ ہوئی ہو
سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مولفین از پر فیروز جوزف پور و تس ترجمہ شام احمد فاروقی۔ ادارہ ادبیات دینی

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ
الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تَرَى الظَّالِمِينَ
مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ الشُّورَى

کیا یہ لوگ ایسے شریک خدا دیکھتے ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کی نوعیت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ مقرر کر دیا ہے جس کا اللہ نے اذن نہیں
دیا ہ اگر فیصلے کی بات پہلے ملے نہ ہو گئی ہوتی تو ان کا قضیہ چکا دیگا ہوتا یقیناً ان ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ تم دیکھو گے کہ یہ
ظالم اُس وقت اپنے کیے کے نجا سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ ان پر آکر رہے گا۔

اس آیت میں شُرکاء سے مراد ظاہر بات ہے کہ وہ شریک نہیں ہیں جن سے لوگ دعائیں مانگتے ہیں یا جن کی نذر دنیا بڑھاتے ہیں یا جن کے آگے پوجا پاٹ کے مراسم
ادا کرتے ہیں۔ بلکہ لامحالہ ان سے مراد وہ انسان ہیں جن کو لوگوں نے شریک فی الحکم ٹھہرایا ہے جن کے سکھائے ہوئے افکار و عقائد اور نظریات اور فلسفوں پر لوگ ایمان
لاتے ہیں جن کی وہی ہوتی قدر عمل کراتے ہیں جن کے پیش کیے ہوئے افلاقی اصول اور تہذیب و ثقافت کے معیاروں کو قبول کرتے ہیں جن کے مقرر کیے ہوئے
قوانین اور طریقوں اور ضابطوں کو اپنے مذہبی مراسم اور عبادات میں اس طرح اختیار کرتے ہیں کہ گریہیں وہ شریعت ہے جس کی پیروی ان کو کرنی چاہیے۔ یہ ایک پروا کا پروا دین
ہے جو اللہ رب العالمین کی تشریع کے خلاف، اور اس کے اذن کے بغیر ایک کاد کرنے والوں نے ایجاد کیا اور اسے والوں نے مان لیا اور یہ ویسا ہی شرک ہے جیسا غیر
اللہ کو سجدہ کرنا اور غیر اللہ سے دعائیں مانگنا شرک ہے۔

یعنی اللہ کے مقابلہ میں یہ ایسی سلت جسارت ہے کہ اگر فیصلہ قیامت پر نہ اٹھا کر کیا جاتا تو دنیا ہی میں ہر شخص شخص پر عذاب لازمی کر دیتا جس نے اللہ کا بندہ
ہوتے ہوئے اللہ کی زمین پر خود اپنا دین جاری کیا اور وہ سب لوگ بھی تباہ و برباد ہو جاتے جنہوں نے اللہ کے دین کو چھوڑ کر دوسروں کے بتائے ہوئے دین کو قبول کیا۔
(ماخوذ)

پھر مختلف فرقہ وارانہ لوگوں کو بچھہ لئے تھے جابجا سے کٹ پست کو بیکار ہو گئے۔ قصص کے قریب
ہر شخص کو جو پرہیز و مانا جو سندن میں کو بار کو کے زمین میں کو بیکار ہو گئے۔ قصص کے قریب
تھے ہر ۲۰۰۰ میں سے کہا کہ اس لئے کو خلق کے جگہ جگہ کی عبادت کی جگہ سے ہر ۲۰۰۰ میں سے
کہا کہ میں اس کا یہ عظمت سے مشورہ کر کے جواب میں گا۔ سدا سدا بار بار میں سے کہا کہ اس کے
ہو سکا کہ کہتے تھے کہ کہتے تھے کہ اس زمانہ پر ان کی فوج کا ارادہ ہے؟ لیکن جب میں نے
تو ان میں سے نکالی تو ان کے میں سے کہا کہ اس وقت میں اس کے کاش کی اس کے کاش کے لئے
نہا میں اس کے میں سے کہا کہ اس وقت میں اس کے کاش کی اس کے کاش کے لئے
یہاں اس کے میں سے کہا کہ اس وقت میں اس کے کاش کی اس کے کاش کے لئے

قادیسیہ کی جنگ اور فتح

[illegible][illegible]

اس کے ساتھ کارمل میں بھی ایک کمرہ تھی غرض ان کے والدین نے اس سے سوئے چلا کر
آئیں وہ بھی شہر لے گئے۔ جس کی تاثیر سے وہ لالہ گئے۔ ان کے اہل خانہ نے سوئے چلا کر

حضرت اس کے کچھ کہہ کر تپ سے آگے نہ بڑھنے سے قہقہے سے ہنسنے لگیں۔ انہیں اسی بات پر
باتوں میں برعکس لے کر اسی پر حملہ آور ہونے میں کی باخبر تھی کہ اگرچہ وہ کالی آدمی نہ اس قدر
معتنی لکھنوی لکھنوی نے کچھ کہہ کر سامانہ اور اس طرف توجہ سے قہقہے سے ہنسنے لگیں کہ وہ قہقہے سے ہنسنے لگیں
غیر وادی میں مشہور تھے کہ اس کا نام سنا جیسے کہ کچھ تحریر نہیں ہوا مگر یہ بات مشہور و نامہ
تھے کہ وہ اس قدر تیرا لے کر نہیں لکھتے کہ گرو۔ پھر قرعہ پیکر تمام ہندو عبادتوں میں
میں مقام کم ہے بلکہ مراد۔ جب ان کی کئی کئی تھیں تو ان میں سے بہت سے تھیں۔ تاویہ
کا یہ پہلو مگر سنا اس قدر ہی میں کہ یہ اللہ اللہ کہتے تھے۔

سرمہر وقت اور غلطیوں سے بچنے کے لئے کڑی نگرانی کی گئی تھی۔ ان کی فہمی اس کی کہ باہر کی مٹی
ایک دن کے بعد انہیں کر کے اور ملا کر چھپے پتھر اور فٹے کے لئے تیار ہونے والے تھے۔ یہ
بارہ کوئی دوسرے تھے۔ مٹی کے ساتھ دیکر کہ باہر کی مٹی کڑی نگرانی کی گئی تھی۔ یہ
کے لئے تیار کیے گئے۔ مٹی کے ساتھ دیکر کہ باہر کی مٹی کڑی نگرانی کی گئی تھی۔ یہ
یہ اس بات پر مبنی کہ سرخوردہ اور فٹے کے لئے تیار کیے گئے۔

[illegible]

فہم کا مادی فطرت کو قنصاع نے اس تہذیب سے دعا کیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے دستے کو میٹھے تھے اور جب ایک دستہ میدان جنگ میں پہنچ جاتا تھا تو فوج کو ان سے نوادہ ہوتا تھا۔ اس طرح قوم بڑھتی رہتی تھی۔

انہوں نے اسے سنا تو اس نے کہا کہ انہوں نے قبول کیا اور اسے قبول کر کے انہوں کی طرح
مہربان بنا۔ یہی سنی اور اہل سنت کا حق ہے۔ انہوں نے گھر سے باہر گئے اور ان کے گھر
سے نکلیں گے۔

عین جگہ تک میں حضرت کے پاس پہنچے جو کہ ساتھ ہدایت میں قیمت خریدا ہوگا
اور تفریق میں۔ ان گلزارِ شوق کے کھلنے پر کہ کہ اسیرِ عشق میں سے اللہ الہی گلزارِ کبریا
جو کہ اس قدر انداز کریں، چنانچہ قصائد کے محال ہیں ملک۔ بیل بن عمرو، میر تقی میر، غلام۔ حاکم

ایسی کوئی طرح تیار کیں اور قیود پر عمل کے چار ہزار روپے کر گشت سے عفویت کئے جائیں گے۔
 کے جو فیصد میں انگریزی اہل ہندوستان کے لئے ہے۔

لقد علموا الاقوام اننا حقهم
 اذا حصلوا الى المرحقا اننا لم يلقوا
 بهادركم في سمرقند كما ينبغي
 جراتكم في كونه في ذلك كما ينبغي

جب وقت والی کا بنگار گرم تھا اور محقق جو کہ سفید پہاڑ پر ضرعتی اورین کو فرما رہے تھے
 غرم پر سہلے تھے کہ وہاں سے ڈھلوان کا قاتل دیکھ لے تھے اور غصہ سے کہ جوش
 میں پہنچا تھا کہ وہاں سے تھوڑے دیر میں وہاں سے کسی اور کو دیکھ لے تھے اور اس
 وقت جگر چھوڑ دیا۔ والی سے پوچھا تو خود انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس
 کے ساتھ وہاں سے اس کے والد اور چار پندرہ لقمے ہیں یہ اخبار ہے تھوڑے تھے۔

و اترك مشروفا على وياخيا مصرى الخيون يري نساها يمد مصرى العيون يري نساها يمد	كفى حزنا ان تروى الخيل والعتا ان يمد الكفر بركاها ينزى لانها كبر اذ فقت عشتى العدين وفتقت هم كثر يمد يمد كثر يمد
--	---

ان مشرقی ملکی کسٹولر پر پانی کیا کروا کر بیڑیاں کاشت کی۔ انھوں نے فیضانِ اہلسن میں
ہا کرس کے گوشہ پر جس کا نام بقا خان کی کنوئری کے نام سے رکھا۔ جہاں کے اقدار
جیسے ایکہ اندھینہ سے میریو تک کا پتلا گیا۔ پھر اس قدر شہ سے عمل کیا کہ سرورٹ میں گئے
کہ اسٹنٹ اسٹنٹ میں تمام لشکر تفریح کر رہا کہ کوئی چاند ہے۔ سدا ہو جو ان تھے۔ وہاں میں کھینچے کہ
کا مذاں لایا کہ اسے نیکو متا قیضہ میں قید ہے۔ شام ہوئی تو لڑکوں نے قید خانہ میں آ کر
بیڑیاں پھیل دیں۔ یہ تمام حالت سدا سے بیان کئے۔ سدا سے اس وقت بھی کہ ان کو کراؤ اور
منا کی قسم کھانوں پر ہر شخص کو شہر میں اس کو سزا نہیں دے سکتا۔ اب بھی کسکا بھائی
ان سے ہر کسب شراب کا اقدار دیکھوں گے۔

خدا جو عرب کی شہر نشین و غلام و حق اس مملکت کے سرکار و حاکم کے چاند و یار بنے گا اس کا
حق و واجب شریعت ہوتی اس نے عربوں کی طرف خطاب کیا تھا کہ۔

[illegible]

بہنوں کو ایک عرصے کے بعد اپنے عزیز اور اقربوں پر توڑ پھڑ ہے۔ جب ان کے لئے کوئی کام ہو تو ان کے لئے ہر قسم کی قربانی کرتے ہیں۔

ان میں مسلمان مقتدر اور خدا پرستی و عزت و استقلال و محبت کے لیے، ہمیں فتح و کامیابی حاصل ہو جائے۔

عبدالرحمن کو یہ اطلاع اس کے سامنے پہنچے جس سے اس نے حیرت کی کہ کون کی کون سی بات کہہ رہا ہے۔

[illegible]



محمود فاروقی

وہ شہزادہ کی جو بہت سے زمین پر اترا، وہ چراغِ حرا نامی سر سے مندر میں سفید نور کو روشن کر رہا تھا، وہ روشنی جسے ابراہیم شہزادہ سے لے کر پہلے تھے اور جو کبھی دیدۂ یعقوب میں نمودن کرتی تھی، اور پھر کسی روز کی زندگی سے یوسف کنعاں تک پہنچی تھی، جو فرعون کے دربار میں موسیٰؑ کے روشن ہاتھ پر جلوہ لگتی ہوئی تھی۔ اور جس سے سلیمانؑ عظم نے اپنے ہیکل کو منور کیا تھا، اور جو صدیوں تک یروشلم کے مناروں پر فروز رہی، اور پھر جب یروشلم اس روشنی سے محروم ہو گیا تو عیسیٰؑ اسی مریمؑ سے اس چراغِ ہدایت کو حلقے سے ہوتے پھاری پر چڑھے اور انھوں نے اپنے حواریوں کو خوش خبری سنائی۔

”انہی میری دنیا کا چراغ روشن ہو کر رہے گا۔ تب سارے چہرے پہچان لیے جائیں گے کہ کون خداوند خدا کی بادشاہت کا طلب گار ہے، اور کون روشنی سے منہ پھیر کر اٹھے قدم ہیکٹے والا گناہ گار ہے؟“

اُف یہ بھیا نک کاٹی

دُنیا کے قدیم مقدس ترین شہروں میں زندگی بہت (موسودہ اور زنگ آلود ہو گئی تھی۔ موت کی طرح دھندلا گئی تھی۔ ذہنوں میں صدیوں کا عبور اور برسوں کا انقراض کاٹی کی طرح جم گیا تھا۔ یہ کاٹی بہت پرانی، تہہ بہ تہہ تھی۔ اس پر کاہنوں کے بے ربط مگر ہول انگیز ناول ثبت تھے، مقدس سزائیں سنائی جاتے والی ناقابل فہم رعایات بذبذب تھیں۔

یہ تہہ بہ تہہ کاٹی! ذہن پر خیال پر، علم پر، فکر پر انسان کے اندر انسان کے باہر، سب جگہ اس کاٹی نے قبضہ جمار کھا ہے۔ اس سے کیسے چھٹکارا ملے؟

کیسے ہیں یہ لوگ!

یہ لوگ جو حرم کے گرد بچر لگاتے ہیں، جو بازاروں میں لین دین کرتے ہیں، جو سامان تجارت سے لے کر ہوتے اونٹ لے کر صحرا کا دل چیرتے کبھی شام کبھی مدائن کی طرف نکل جاتے ہیں، جو عکاظہ کے میلے میں سرطی ہوتی کھجوروں کی شراب پیتے، اور پالنے بھینک کر جوا کیلے اور اپنے روایتی آہنگ میں شعر کا جوہر شعر سے دیتے، اور بات بات پر تلواریں چمکاتے نظر آتے ہیں، جو سنگ دلی سے اپنی نومولود بیٹیوں کا کلا گھونٹ کر زمین میں دبا دیتے ہیں، جو بے جان پتھروں کے سامنے پیشانی جھکاتے گڑا گڑاتے ہیں، جو اپنے غلاموں سے وحشیانہ سلوک کرتے ہیں، جو لین دین میں دھوکہ اور فریب کو شرمناک سمجھتے ہیں، جن کے بوڑھے حریف اور نئی نئی توہمات میں مبتلا ہیں، جن کے نوجوان لہو و لعب میں اور ادھے شفلوں میں شہمک ہیں۔ یہ غصے کے، نفرت کے حسد کے بھوت! ارے یہ لوگ محبت سے کتنی دور چلے گئے ہیں! انہیں کون واپس لاتے؟

اندھیرا، ہولناک اندھیرا

یہ کیا اندھیرا ہے؟

علم کی گھاؤں میں بڑا ہولناک اندھیرا ہے۔ فکر و خیال کی دنیا حرکت و متوجہ سے محروم ہے تحقیق کی راہیں تاریک پڑی ہیں۔ تلاش کرنے والے صدیوں پہلے نہ جاننے کب آئے تھے۔ اور اب قرن ہا قرن سے منزلیں گوش برآواز، آنے والے قدموں کی راہ تکدہ ہی ہیں! کوئی ہلکی سی چاپ؛ کسی دایرہ گزراں کی سرسبز پہاڑ؛ کسی حشر ساجھ رہے فرد کی مہک؛

نہیں نہیں کچھ بھی نہیں! کوئی بھی نہیں! اس طرف کوئی نہیں آیا! نہ صدا، نہ بازگشت! کچھ بھی نہیں! بس ایک مستحکم آواز، تاریک غلا ہے! تاریک فلاح میں کچھ سمجھائی نہیں دیتا! آسمان زمین سے بہت بلند چلا گیا ہے! بہت اونچا! دور دور تک مکی سی شمع بھی نہیں دکھائی دیتی! دل اندھیرے ہیں، اور دماغ تاریک! اندھیرا! اتنے سے اتنی تک اندھیرا!

اور یہ آوازیں

یہ کیسے آوازیں ہیں؟

اس تاریک خلا میں مختلف سمتوں سے آتی ہوتی، یہ پراسرار آوازیں! کاهنوں کے بے ربط مگر ہول انگیز زبانی ناقابل فہم بیچ و بیچ روایتوں کے تذکرے! پیچھے پلاتے توہمات! بھنبھناتے ہوئے سحر! اندھیرا پراسرار مہما اس کا بولتا ہوا سکوت پراسرار مہما۔ اس پردہ سکوت میں دور سے آتی ہوتی آوازیں صدیوں کی سرگوشیاں، آپس میں مکرار ہی تھیں۔ قیاس و گمان حقیقت و یقین سے الجھے ہوئے تھے۔ یوں، ابراہیم نے بیت اللہ کی بنیادیں رکھی تھیں۔ موسیٰ بنی اسرائیل کو سمندر کا دل حیر کر اپنے ساتھ لاتے تھے۔ عیسیٰ نے آسمانی رحمتوں کی بشارت سنائی تھی۔

یہ اللہ کے فرستادہ مقدس بندے تھے۔

نہیں نہیں یہ اللہ کے اوتار تھے!

یہ اللہ کے بیٹے تھے!

یہ جڑ بھی تھے کل بھی! ارے یہ تو خود خدا تھے!!

تجلی! وہ تجلی کہاں ہے؟

واندھیرے سکوت سے بلند ہوتی ہوئی مدھم پڑتی ہوئی یہ آوازیں کتنی متضاد، پراسرار اور کتنی پریشان کن تھیں!
مگر آہ! حقیقت کیا ہے؟ حقیقت کہاں ہے؟ تجلی! وہ تجلی کہاں ہے؟ کہاں؟ کیوں؟ کیسے؟ کس
کے ذریعہ؟

اُمّ القریٰ سے چھ میل کے فاصلہ پر حرا کی سنگین خاموشی میں یہ سوال بڑی اہمیت اختیار کر گیا تھا۔ انہیں
نیم وائیں۔ لب بند تھے۔ روح بے قرار تھی، بے چین و مضطرب تھی، سراپا سوال تھی اور سراپا جسم روح تھا ایک
خاموش مگر بولتا ہوا سوال! ایک بولتی ہوئی مگر خاموش روح!

تجلی! وہ تجلی کہاں ہے؟

حرا کی خشک خاموشی میں انتظار کتنا بھاری اور بوجھل ہو گیا تھا!

مگر ایک شب

آخر ایک شب کہ ————— قدرت شوق اور گرمی طلب نے حرا کی سنگینی کو پگھلا

دیا! ————— اللہ کا مقدس فرشتہ اس تجلی کو جلو میں لیے نمودار ہوا، جو وقفہ
وقفہ سے زمینی پراتر تہی رہی تھی، جس کا دنیا کو عرصہ طویل سے انتظار تھا۔ تجلی نمودار ہوئی گراں بار یکس طعن
نظارت چشم منتظر میں گھل گئی! دل بے تاب کا ہر شکوہ کھل کھل اٹھا! روح کے تشنہ لب خم خم ہو گئے!
سوال کا جواب مل گیا! گتیاں سلج گئیں! حقیقت و اشکات ہو گئی! فرشتے نے اللہ کا کلام سنایا۔
رب کائنات کے اپنے لول! جہن میں نرم نرم کی طراوت اور کوثر کی شیرینی چھلی کی تھی!

اقْرَأْ بِأَنعِمْ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۚ الَّذِي

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۚ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

ہر موصوفے رب کے ہم کے ساتھ جس نے پیدا کیا! جے ہوتے خون کے ایک لونچرے سے انسان کی تخلیق کی۔
پر موصو! اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ جانتا نہ تھا!
اللہ کے رسولؐ نے پڑھا۔ اور صدیوں سے عجیب ہوئی کائنات پھٹ گئی۔ زمانوں کا جو دو ٹوٹ گیا۔ اندھیرے
مجاگے۔ چرا جگمگا اٹھا۔ اور پھر حرا سے نکلنے والی تجلی نے زمانے کو روشن کر دیا۔ دنیا کی ہر کام گم شدہ چراغ مل گیا!
اور ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا!

کرن کرن اُجھلے

راہِ ثنائی کا ستارہ دامنِ شب پر میرے کی طرح دمک رہا تھا۔ اللہ رب العالمین نے پردہ شب کو چاک کر کے
روتے سحر کو جلوہ آرا کر دیا تھا۔ اندھروں اور ظلمتوں کا دور ختم ہو رہا تھا۔ ابلے کرن کرن بڑھے چلے آئے
تھے۔ اور اس نور و عظمت کی قد فاصل پر اللہ کا ایک رسولؐ کھڑا ہوا اللہ کی آیات پڑھ رہا تھا۔ اس کے
مناطبات اس کے اپنے وطن اپنے قبیلے کے لوگ تھے۔ اس کے مخاطب دنیا جہان کے لوگ تھے۔ اس کا خطاب
زندگی کے آخری کی طرف تک کے لیے تھا۔ ان سارے زمانوں تک کے لیے جو مستقبل کے بطن میں پوشیدہ تھے
کر وڑوں انسانوں کے لیے جو پیدا ہو چکے تھے اور جو عالم وجود میں آنے والے تھے ان سب کے لیے جو وہاں
صفا سے عرصہ قیامت تک پھیلے ہوئے تھے۔ نسل در نسل! عصر بہ عصر!

کیا یہی توحید ہے؟

لب پہ تو اللہ کی تعریف ہے، تجہید ہے اور غل دیکھیں تو خود ایمان کی تردید ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟
 خود ہوائے نفس کی ہے بے تکلف بیزدی! اور خدائے پاک کے احکام پر تنقید ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟
 جاری ہے یک قلم تعلیم قرآن کے خلاف آیہ قرآن سے جس تقریر کی تمہید ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟
 مشرکانہ رنگ میں ہونے اس کا اہتمام خواہ وہ تقدیر غم ہے خواہ شبن عید ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟
 تو ہے کوشاں دین حق کی سر بلندی کیے اور باطل قوتوں سے طالب غایت ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟
 زندہ مردانِ خدا سے بے نیازی کا سلوک! اور مردوں سے تجھے امداد کی امید ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟
 سجدہ قبروں پر نظر دیا پہنچا دل نذر بیتاں! دین کی تنقیص میں اغیار کی تقلید ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟
 کہہ دل میں بسائے ہمارے ہیں مہلتے! جمالیات کے پرانے دور کی تجدید ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟
 اب مسلمان کو نہیں لائق تظلم اکابر بھی یقین! کفر سے مرعوب ہے، اسلام سے نومید ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟
 وحدتِ ملت ہوتی ہے پارہ پارہ لے اسد انتشار فکر کی سو مو طرح تائید ہے!
 کیا یہی توحید ہے؟

رنگ و بو کے دیوانو۔! سنو!!

— دنیا کی یہ دلفریبیاں ہمیشہ نہیں رہیں گی!
— جوانی کی یہ بہاریں سدا ساتھ نہ دیں گی!

ایک وقت آئے گا کہ جب،

— اٹھتے ہوئے یہ ہاتھ ڈھلک جائیں گے!
— یہ چمکتی آنکھیں پتھر کر چڑھنے لگیں گی!

اُس وقت،

— یہ ڈگریاں و سرٹیفکیٹس، یہ دوست و احباب کام نہ آئیں گے۔
— اُس وقت کی جیت — ہمیشہ کی جیت ہوگی۔

اور

اُس وقت کے ہمارے ہمیشہ کے ہمارے ہو گئے۔

لہذا اُس وقت کے آنے سے پہلے سمجھ لو کہ،

دنیا کے برابر دوسرے اور آخرت کے کسے کسے سوالات سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور یہ
ہمارا نہیں ہے بلکہ ہمارے اور تمہارے مالک کا بتایا ہوا طریقہ ہے۔

و زمانے کی قسم! درحقیقت انسان سخت خسارے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں
کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین و پیروی
کی نصیحت کرتے رہے۔

تو! اے لوگو!!

— ایمان لے آؤ اللہ پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے،

— کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، صرف وہی ذاتا، دستگیر، غوث اور مشکل کشا ہے۔

نذر و نیاز، نذر و بیکار، عرض سائے مرام عبودیت کا وہی ایک ستی ہے اور اُس کا کوئی شریک و سہم نہیں۔

— ایمان لے آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے،

— کہ وہ اللہ کے آخری نبی، خاتم المعصومین اور افضل البشر ہیں۔

— وہی ہمارے رہبر و رہنما، وہی قائدِ اعلیٰ و قائدِ اعظم ہیں۔

پس اُن کی ہر بات لازم اور ہر سنت سنو آخر ہے، ہر بدعت گمراہی اور فتنہ بلی نفرت ہے۔

— ہمارے نجات کے لئے، کتاب اللہ اور سنت رسولِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک کیسے کافی ہے۔

— کسی بھی فرقے سے کوئی تعلق نہیں، ہمارے صرف اور صرف مومن و مسلم ہیں اور کفر و شرک سے

— ہمارا ابھری زمین پر الہ واحد کا کلمہ سر بلند کرنے کے متمنی۔

توحیدِ خالص

ہے کوئی ایسا جو شرک کو مٹائے اور

پھیلے کیسے ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہو۔

منتظر ہیں ہم اُن ہمت داروں کے جو صحابہ کرام کے نقوش قدم کی رہنمائی میں باطل کو مٹا کر

قیامِ حق کے لئے ہمارے ہمسفر بننے پر تیار ہوں۔